sibon

إن رحمتی وسعت کل شیٔ

الحمد للہ کہ ترجمۂ کتاب التفرقہ بین الاسلام والزندقہ

مصنفہ امام ہمام ابی حامد محمد الغزالی رضی اللہ عنہ

الموسوم

المقالۃ الحکمۃ والکلمۃ الصادقۃ

مترجمہ

عالم ربانی مستغرق فیوض رحمانی المولوی محمد حیدر اللہ خان صاحب نقشبندی

مجددی الٰہی بحسن سعی ملا مراد صاحب پشاوری باہتمام محمد حبیب الرحمن خان قریشی

در مطبع شاہی محبوب حیدرآباد دکن طبع شد

I

المقالة الحقة والكلمة الصادقة

فی

ترجمة التفرقة بین الاسلام والزندقة

للامام الہمام ابی حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

جسکو

مولوی محمد حیدر اللہ خان للہی

نے

زبان عربی سے ترجمہ کیا

مع

اکثر حواشی مفیدہ از مترجم

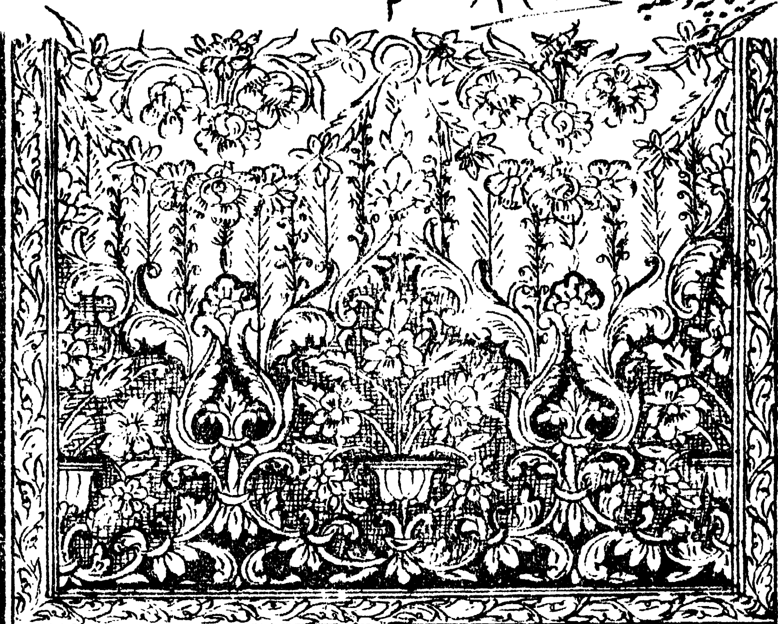
بحسن سعی ملا مراد صاحب پشاوری باہتمام محمد حبیب الرحمن قریشی

مطبع محبوب شاہی حیدرآباد دکن مین

طبع ہوا سنہ ۱۳۱۳ ہجری

طبع اول

۵۰۰ جلد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبحانَکَ مَا اَعظَمَ شَانُکَ یَا مَن فِی کِتَابِکَ وَسِعَت رَحمَتِی کُلَّ شَیٍٔ فَسَاَکتُبُهَا لِلَّذِینَ یَتَّقُونَ ۔ وَصَلوٰتُکَ وَسَلَامُکَ عَلیٰ رَسُولِکَ مُحَمَّدٍ مَنبَعِ الرَّحمَۃِ مَالِکِ الشَّفَاعَۃِ لِقَومٍ یُؤمِنُونَ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَئِمَّۃِ الهُدیٰ لِرَهطٍ یُوقِنُونَ ۔

جبکہ مین بحکم نوّابِ معظم ۔ امیرِ مکرّم ۔ مخدومِ امرا ۔ خادمِ فقرا صاحبِ سیف و قلم ۔ ناصبِ عِلم و عَلَم ۔ نوّاب آغا مرزا بیگ خان سرور جنگ سرور الدولہ سرور الملک بہادر معتمد حضرت ظلِ سبحانی میر محبوب علیخان بہادر شاہِ دکن خلد اللہ ملکہ و دولتہ

محمد عبدالکریم شہرستانی کی کتاب الملل والنحل کے ترجمہ سے فارغ ہو چکا
کہ جو حقیقت مین ابتداء آدمؑ سے اسوقت تک کے جمیع ادیان سماوی
اور غیر سماوی کی ایک جامع تاریخ ہے بلکہ قیامت تک کے کل مذاہب اور
مناصل منشعبہ اوس سے باہر نہین ہو سکتے تو مین نے چاہا کہ بحصول اجازت
ایک ایسی کتاب بھی ترجمہ کر کے نواب صاحب موصوف کی انگشتری
کا نگینہ بناؤن کہ جس سے ان کل مذاہب کے احکام کفر واسلام معلوم ہو سکین
لہذا مین نے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب
التفرقہ بین الاسلام والزندقہ کا ترجمہ سلیس اردو زبان مین لکھکر ہدیہ
کرنا چاہا کہ جو کفر واسلام کی حقیقت مین جامع و مانع ہی تاکہ ہمارے بعض علماء
کرام کہ جنکی طبیعت مین عجلت اور جسارت ہے عامۂ مومنین کے حق مین زبان درازی
سے محفوظ رہین اور کسی اہل قبلہ کی تکفیر اور تضلیل مین بغیر قطعی برہان کے
جرأت نہ کرین اور مین اللہ تعالی سے دعا مانگتا ہون کہ نواب صاحب موصوف ایسے نیک کامون
کے اجراء مین موفق رہین۔ اور ان دونون کتابون مین سے
کتاب الملل والنحل کے ترجمہ کو معنون بنام نامی و اسم گرامی
اعلیحضرت ظل سبحانی و کتاب التفرقہ بین الاسلام والزندقہ
کو منسوب باسم گرامی نواب مستطاب معلی القاب نواب وقار الامراء بہادر
وزیر اعظم ملک دکن کر کے امیدوار ہون کہ یہ ہدیہ محقرہ میرا

مقبول باریافتگان دربار دُربار شاہ و وزیر ہو۔ دھو ولی فی الدنیا والاخرۃ وانا عبدہ محمد حیدر اللہ خان البارگ زئی المجددی اللّٰہی لہ الوارد فی بلدۃ حیدرآباد دکن اللازم فی حضرۃ ظل اللہ۔

ایک قصبۂ اہل اللہ ہے کہ جو ملک پنجاب ضلع جہلم مین دریاے جہلم کے شمالی کنارہ پر واقع ہے وہان ایک بزرگ غلام احمد بنی نام قطب طریقہ مجددیہ گذرے ہین کہ جو مترجم کے استاذ علم ظاہر و باطن ہین اور جن سے ہزارہا لوگون کو علم ظاہری اور باطنی کا استفاضہ ہوا اور دُور دُور ملکون سے طالبان علم ظاہر و باطن دنیا سے تبتل و انقطاع کرکے اپنے اپنے مقاصد کو بدرجۂ علیا فایز ہوئے اور ادنیٰ ادنیٰ زمانہ مین مقامات طریقہ سے مشرف ہوئے ۲۱ ماہ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ ہجری مین ترسٹھ برس کی عمر مین حضرت نے انتقال فرمایا اب حضرت کے فرزند ارجمند حافظ مولوی دوست محمد صاحب کا ثہٗ سرلا بیہ مسند ارشاد پر موجود ہین اور برکات و تسلیکات مقامات طریقہ مین اپنے والد بزرگوار کی مثیل بلکہ اصیل ہین۔ اور طالبان حق تعالیٰ کی تربیت مین مشغول

بسے چون قطب بسطامی و منصور است در کوشش
انا الحق بر زبان ہر گز نمی رانند و سبحانی

بہ بدبختی خود باید کہ خون گرید سیہ بختے
دران کوی ست و دارد میل سوی عالم فانی

ز بندہ خاکروبان درش را باد صد زنہار
ز کف ندہند آن اکسیر اعظم را بآسانی

تمنای قبولش دارم و دانم کہ ناہلم
مددیا روح شاہ نقشبندان غوث گیلانی

مترجم

كُلُّ الْعَدَاوَةِ قَدْ تُرجى سَلَامَتُهَا	اِلَّا عَدَاوَةَ مَنْ عَادَاكَ عَنْ حَسَدٍ

یعنے ہر عداوت سے سلامتی امید کیجاتی ہے مگر اوس شخص کی عداوت سے سلامتی کی امید نہین کیجاتی کہ جو حسد سے ہو۔ اور اگر کسیکو اس طمع کا موقع ہوتا تو اون سے بلند تر مرتبہ والے پر خوف کی آیتین کیون پڑہی جاتین کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا قول نہین سنا جو فرماتا ہے کہ اے محمد

اور نہ تشبیہ کے نشانہ بنے بعض اون مین سے مالک بن انس رض اور احمد بن حنبل اور سفیان اور داؤد اصفہانی اور ان کے تابعین ہین یہانتک کہ عبداللہ بن سعید کلابی اور ابی العباس قلانسی اور حرث بن اسد محاسبی کا زمانہ آیا۔ یہ لوگ سلف مین سے تو تہے لیکن ان ہون نے علم کلام مین شغل کیا اور سلف کے عقاید کو انہون نے کلامی دلائل اور اصولی برہانون سے تائید دی اور بعض نے کتابین تصنیف کین اور بعض نے درس دیا یہانتک کہ ایکروز ابی الحسن اشعری کو اپنے استاد کے ساتھ صلاح اور اصلح کے مسئلہ مین مناظرہ کا اتفاق ہوا اور دونون مین خصومت ہوی چنانچہ اشعری نے اون سے سلف کے اس طائفہ کی طرف رجوع کیا اور ان کے مقالات کو اشعری نے کلامی طرز سے تائید دی اور یہی اہل سنت اور جماعت کا مذہب قرار پاگیا اور صفاتیہ کا لقب اشعریہ کی طرف انتقال کر آیا چنانچہ اشعری نے صفات باری تعالیٰ کے اثبات مین کہا کہ انسان جب کہ اپنی پیدایش

اگر تجھپر کافرون کی روگردانی گران ہے پس اگر تو طاقت رکھتا ہے کہ
کوئی سوراخ زمین مین ڈھونڈے یا کوئی سیڑھی آسمان کے بیچ پیدا کرے
اور پھر کوئی ایک نشانی اون کے لئے لاوے تاکہ وہ اوسکو دیکھ کر ایمان
لاوین توکر۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا توسب کو سیدھی راہ پر جمع کرتا
پس ای محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ناد انون مین سے نہو۔ اور نیز فرماتا ہے

مین غور کرتا ہے کہ ابتداء اوسکی کس شئی سے ہوئی ہے اور وہ کیونکر پیدایش کے اطوار مین
ایک درجہ سے دوسرے درجہ کی طرف ترقی کرتا گیا ہے۔ اور اس سے اوسکو یقین ہو جاوے کہ
وہ بذاتہ اس امر کی قابلیت نہین رکھتا کہ اپنے مین تدبیر کرے اور ایک زینہ سے دوسرے زینہ کی
طرف اپنے کو پہنچا دے اور نقص سے کمال کی طرف ترقی دیوے تو اوسوقت بالضرور
جان لیتا ہے کہ اوس کے لئے ایک ایسا صانع ہے کہ جو قدرت اور علم اور ارادہ والا ہے اس لئے
کہ ایسے محکم افعال کا صدور محض طبیعت سے متصور نہین کیونکہ فطرت مین ہی اختیار اور پیدایش مین ہی
اِحکام اور اِتقان کے آثار ظاہر ہین پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسی صفات ہین کہ
جن پر اوس کے افعال دلالت کرتے ہین۔ اور جیسے کہ اوس کے افعال اوس کے عالم اور قادر
اور مرید ہونے پر دلالت کرتے ہین اسیطرح علم اور قدرت اور ارادہ پر بھی دلالت کرتے ہین
اس لئے کہ عالم اور قادر اور مرید کا معنی بجز ذی علم اور ذی قدرت اور ذی ارادہ کے نہین
پس علم کے ساتھ اِحکام اور اتقان حاصل ہوتا ہے اور قدرت کے ساتھ وقوع اور حدوث
اور ارادہ کے ساتھ تخصیص وقت اور شکل۔ اور ان صفات کے ساتھ ممکن نہین کہ بجز ذات ذو حیات

کہ اگر ہم ان لوگون پر آسمان سے ایک دروازہ کہولین پہر ان لوگونکی
نظر مین تمام دن فرشتے آسمان مین چڑہتے اوترتے دکہائی دیوین
توپہر بہی یہ لوگ اسی طرح کہین کہ بجز اسکے نہین کہ ہماری آنکہون کو نظربندی
کی گئی ہے بلکہ ہمین جادو کیا گیا ہے۔ اور نیز فرماتا ہے کہ ای محمد
اگر ہم تیرے اوپر نامہ کو کاغذ کے بیچ اوتارین پہر وہ اوسکو اپنے ہاتہون

سے کوی اور موصوف ہوسکے۔ اور اشعری نے صفات کے منکرون کو ایک ایسا
الزام دیا ہے کہ جس سے اون کو کبہی خلاصی ملنی ممکن نہین اور وہ یہ ہے کہ جبکہ اللہ تعالے
کے عالم اور قادر ہونے پر دلیل قایم ہوچکی تو تم کو ضرور ہمارے ساتہ اس امر مین موافقت
کرنی پڑی پس ہم کہتے ہین کہ عالم اور قادر کا مفہوم یا ایک ہوگا یا مختلف۔ پس اگر ان
دونون کا مفہوم ایک ہی ہو تو واجب ہے کہ صفت قادریت کے ساتہ عالم اور صفت عالمیت
کے ساتہ قادر ہو اور نیز جو شخص کہ ذات مطلق کو معلوم کرے وہ اوسکا عالم اور قادر ہونا
بہی معلوم کرے حالانکہ یہہ امر باطل ہے پس معلوم ہوا کہ یہ دونون صفتین از روی اعتبار
کے مختلف ہین پہر انکا اختلاف تین وجوہ سے خالی نہین یا تو فقط لفظ کی طرف رجوع کریگا
اور یا حال یا صفت کی طرف۔ لیکن فقط لفظ کی طرف رجوع کرنا تو باطل ہے اس لئے
کہ عقل حاکم ہے کہ دو مفہوم معقول کے درمیان اختلاف ہو گو الفاظ کو معدوم کیون نہ فرض
کیا جاوے تاہم عقل اسپنے تصور مین شبہہ نہین رکہتی۔ اور حال کی طرف بہی رجوع کرنا
باطل ہے۔ اس لئے کہ ایک ایسی صفت کا ثابت کرنا کہ جو وجود اور عدم کے ساتہ

سے چھو دین تو البتہ کافر لوگ کہین کہ یہ صریح جادو ہے اور
نیز فرماتا ہی کہ اگر ہم بالتحقیق کافرون کی طرف فرشتون کو نازل کرتے
اور مُردہ اون سے باتین کرتے اور اونپر اون تمام چیزون کو گروہ
گروہ کرکے جمع کرتے کہ جو دنیا مین ہین تاکہ وہ وحدانیت اور رسالت
پر شاہدی دیوین تو بھی کافر ایمان نہ لاتے بغیر اللہ کے چاہنے کے

متصف ہین گویا وجود اور عدم اور نفی اور اثبات کے درمیان واسطہ کا ثابت کرنا ہے حالانکہ یہ محال ہے۔ پس متعین ہوا کہ اوس اختلاف کا رجوع ایک ایسی صفت کی طرف ہے کہ جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ قایم ہے اور یہی مذہب اشعری کا ہے۔ لیکن اشعری کے اصحابون مین سے قاضی ابوبکر باقلانی نے صفت بقا مین اشعری سے مخالفت کی ہے اور بقا کو عین ذات کہا۔ پھر ابوالحسن نے کہا کہ باری تعالیٰ علم کے ساتھ عالم اور قدرت کے ساتھ قادر اور حیات کے ساتھ حی اور ارادہ کے ساتھ مرید اور کلام کے ساتھ متکلم اور سمع کے ساتھ سمیع اور بصر کے ساتھ بصیر ہے اور یہ صفات ازلیہ ہین کہ جو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قایم ہین نہ ان صفات کو عین باریتعالیٰ کا بولا جاتا ہے اور نہ غیر اور نہ لا عین کہا جاتا ہے اور نہ لا غیر مگر فرقہ معتزلہ کہ جو اپنے کو اصحاب عدل اور توحید بولتے ہین اور قدریہ کے لقب کے ساتھ ملقب ہین عدل اور توحید اور وعد اور وعید اور سمع اور عقل مین اشعریہ سے بالکل مخالف ہین چنانچہ ہم یہان پر ان دونون مذہبون کے مسائل اصولیہ بطور تقابل ذکر کرتے ہین

مگر بہت کافر لوگ جہالت کرتے ہین۔
جان تو کہ کفر اور ایمان کی حقیقت اور تعریف اور حق اور ضلالت اور انکا بھید اون دلون پر جلوہ گر ہنین ہوتا کہ جو مال اور مرتبہ کی طلب اور محبت مین گندے ہوئے ہین بلکہ اسکا انکشاف اون دلون کیلئے ہوتا ہے کہ جو اوّل دنیا کی میل سے پاک ہون دوئم کامل ریاضت کے ساتھ

اشعریہ یعنے اہل سنت کہتے ہین کہ توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات مین واحد ہے اوس کا کوئی ہمسر نہین وہ اپنی صفات ازلیہ مین واحد ہے اوسکا کوئی نظیر نہین وہ اپنے افعال مین واحد ہے اوسکا کوئی شریک نہین اہل عدل کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات مین واحد یون ہے کہ اوسکی ذات مین قسمت نہین اور نہ اوس کے لئے کوئی صفت ہے اور اپنے افعال مین واحد یون ہے کہ اوس کے لئے کوئی شریک ہنین پس اوسکی ذات کے سوائے کوئی قدیم ہنین اور نہ اوس کے افعال مین کوئی ہمسر ہے اور دو قدیمونکا وجود اور ایک مقدور کا دو قادرون کے درمیان ہونا محال ہے اور یہی توحید اور عدل ہے۔ اور افعال مین عدل کا ہونا اہل سنت کے نزدیک اس معنی سے ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی ملک اور مُلک مین متصرف ہے یفعل ما یشاء ویحکم ما یُرید پس عدل یہی ہے کہ ایک شئ کو اوس کی جگہہ پر رکھنا اور یہ اپنی ملک مین بمقتضائے مشیت اور علم کے تصرف کرنا ہے اور ظلم اسکی ضد ہے لہذا اللہ تعالیٰ سے نہ حکم مین جور متصور ہے اور نہ تصرف مین ظلم۔ اور اہل عدل کے مذہب پر عدل اوس حکمت کا نام ہے

صیقل کئے گئے ہون۔ سوئم صفائی بخش ذکر کے ساتھ منور ہون
چہارم فکر صائب اور درست سے غذا پانے والے ہون پنجم حدود
شرع کی التزام سے مزین کئے گئے ہون۔ یہانتک کہ نبوت کے
چراغدان سے اوسپر نور کا اضافہ ہوا اور وہ دل اسطرح پر ہو جاوے
کہ گویا ایک روشن آئینہ ہے اور ایمان کا چراغ دل کی قندیل ہین

کہ جو اقتضائے عقل ہے یعنے فعل کا ثواب اور مصلحت پر صادر کرنا۔ **لیکن اہل سنت**
وعد اور وعید مین یون کہتے ہین کہ اللہ تعالی کا کلام ازلی امر کی اطاعت پر وعدے ہے
اور نہی کی معصیت پر وعید پس جو کوئی کہ نجات پاویگا اور ثواب کا مستوجب ہوگا تو
اوسی کے وعدہ سے اور جو کوئی ہلاک ہوگا اور عذاب کا مستوجب تو اوسی کے
وعید سے پس عقل کے حکم سے اوسپر کوئی شئی واجب نہین۔ **اہل عدل** کہتے ہین کہ
ازل مین کوئی کلام نہین بلکہ اللہ تعالی نے جو وعد اور وعید اور امر اور نہی کا اصدار فرمایا ہے
تو یہ کلام محدث کے ساتھ ہے پس جو شخص کہ نجات پاویگا تو وہ اپنے ہی فعل سے ثواب کا
مستحق ہوگا۔ اور جو ہلاک ہوگا تو وہ اپنے ہی فعل سے اور عقل حکمت کے لحاظ سے
اس کا اقتضا کرتی ہے۔ **لیکن اہل سنت** سمع اور عقل کی نسبت یون کہتے ہین کہ کل واجبات
کا وجوب سمع سے ہے اور کل معارف کا حصول عقل سے۔ پس عقل کسی شئی کی نہ تحسین
کر سکتی ہے اور نہ تقبیح اور نہ اوسکا اقتضا اور ایجاب۔ اور نہ سمع سے معرفت کا حصول
ہو سکتا ہے بلکہ اسکو واجب کرتی ہے۔ **اہل عدل** کہتے ہین کہ کل معارف عقل کے ساتھ

اسطرح پرانوار کی چمک دیوے کہ قریب ہے کہ اوسکا روغن بغیر آگ کے چھوسنے سکے روشنی پکڑے۔ لیکن اوس قوم کے لئے ملکوت اور عالم بالا کے اسرار کہان جلوہ گر ہوستے ہین کہ جنکا خدا اونکی خواہشین ہین اور جنکا معبود اون کے پادشاہ ہین۔ اور جنکا قبلہ اون کے درہم اور دینار ہین۔ اور جنکی شریعت اونکی رعونت ہے۔ اور جنکی ارادت اونکا جاہ اور مرتبہ ہے۔ اور جنکی عبادت اغنیا اور دولتمندون کی خدمت ہے۔ اور جنکا ذکر اون کے وسواس۔ اور جنکا فکر اون حیلون کا اقتباس ہے کہ جن سے حشمت اور جاہ کا حصول ہوتا ہے۔ پس ان لوگون کے لئے کفر کی تاریکی ایمان کی روشنی سے کہان ممتاز ہوسکتی ہے۔ کیا الہام الٰہی سے؟ حالانکہ اونہون نے اپنے دلون کو دنیا کی کدورتون سے خالی نہین کیا اور یا کمال علمی سے؟ حالانکہ اونکا علمی سرمایہ فقط آب زعفران سے نجاست کا ازایل کرنا ہے۔ ہا ہا یہ مطلب اس سے زیادہ تر نفیس اور عزیز ہے کہ فقط آرزو اور خواہش سے حاصل کیا جاوے پس تو اپنی حالت مین مشغول رہ اور ان لوگون مین اپنی باقی عمر کو ضایع نکر۔

تعقل کئے جاتے ہین اور نظر عقلی سے ہی واجب ہوسکتے ہین اور منعم کا شکر ورود سمع کے قبل واجب ہے اور حسن اور قبح حسن اور قبیح شے کی دو ذاتی صفتین ہین اور ہم عنقریب اشعری کے عقاید مین اہل عدل کا جواب بیان کرینگے۔ مترجم

پس تو اوس شخص سے روگردانی کر کہ جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی ہے اور اوس نے فقط حیات دنیوی کی آرزو کی ہے یہی اونکا مبلغ علمی اور یہین تک اونکے عقل کی رسائی ہے۔ اور بیشک تیرا رب اوسکو خوب جانتا ہے جو اوسکی راہ کو بہولا اور جو سیدہے راہ پر ہے۔

فصل

پس اگر تو خواہش رکہتا ہے کہ تو اس کانٹے کو اپنے اور اوس شخص کے سینہ سے نکالے کہ جسکی حالت تیری مثل ہے کہ نہ اوسکو حاسدون کا بہکانا حرکت مین لاتا ہے اور نہ تقلید کی تاریکی اور کوری اوسکو مقید رکہہ سکتی ہے بلکہ وہ مشکلین کہ جنکو فکر اور نظر نے پیدا کیا ہے بسبب سوزش دل کے اوسکو بصارت کی طرف تشنگی دلاتی ہین۔ پس تو اپنے نفس اور اپنے صاحب کی طرف مخاطب ہو اور اوس سے کفر کی تعریف دریافت کر۔ پس اگر اوس نے کفر کی تعریف وہی زعم کی کہ جو اشعری کے مذہب کے مخالف ہے یا معتزلی[۱]

[۱] معتزلی سے مراد واصل بن عطا اور اوس کے تابعین ہین کہ جنھون نے اصول اہل سنت سے اعتزال اور کنارہ کشی کی۔ یہہ شخص حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا حنبلی وغیرہ کے مذہب کے تو اوسوقت تو یقین کرلے کہ وہ شخص مغرور احمق ہے کہ اوسکو ابہی تقلید نے مقید کیا ہوا ہے پس وہ اندہون سے بھی زیادہ تر اندہا ہے تو اوسکی اصلاح اور درستی مین اپنا وقت ضایع نکر۔ اور تجھے اوس کے لاجواب کرنے مین فقط یہی ایک حجت کافی ہے کہ تو

کا شاگرد تہا اور اون سے احادیث اور دیگر علوم پڑہا کرتا تہا اور اس کے اعتزال کی وجہ یہہ بتلائی گئی ہے کہ ایک شخص نے حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آکر سوال کیا کہ اے دین کے امام ہمارے زمانہ مین ایک ایسا فرقہ ظاہر ہوا ہے کہ جو اہل کبیرہ کو کافر کہتا ہے اور گناہ کبیرہ اون کے نزدیک کفر ہی کہ جس سے انسان ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے یہ فرقہ وعیدیہ ہی اور ایک دوسرا گروہ ایسا ہے کہ جو صاحب کبیرہ کو امید دلاتا ہی اور کہتا ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ کبیرہ سے کوئی ضرر نہین بلکہ عمل اون کے نزدیک ایمان کے لئے جزو نہین جیسے کہ کفر کے ہوتے ہوئے کوئی طاعت اونکی نزدیک سودمند نہین (یہ فرقہ مرجیہ ہے) پس تو اس اعتقاد کی نسبت ہمین کیا حکم دیتا ہے۔ حسن بصری رح اسمین متفکر ہوے اور جواب دینے کے قبل واصل بن عطا بول اوٹھا کہ مین نہین کہتا کہ صاحب کبیرہ مومن مطلق ہے اور نہ کافر مطلق بلکہ وہ دونون مرتبون کے درمیان ہی یعنے نہ کافر ہے اور نہ مومن۔ پہر واصل اوٹہا اور مسجد کے ستونون مین سے ایک ستون کی طرف الگ کہڑے ہوکر یہی تقریر حسن بصری رح کی دوسرے اصحابون کو سنانے لگا اسپر حسن بصری رضہ نے فرمایا کہ واصل نے ہم سے اعتزال اور کنارہ کشی کی ہی لہذا وہ اور اوس کے اصحاب اوس روز سے معتزلہ کے نام سے موسوم ہوے

+ حنبلی سے مراد امام احمد بن حنبل اور اوس کے تابعین ہین ۔ مترجم

اوس کے دعوی کو اوس کے مخالفین کے دعوی سے مقابلہ کرے
اس لئے کہ وہ اپنے نفس اور باقی مقلدون[۱] کے درمیان کوئی امتیاز نہین کرتا
اور مین امید کرتا ہون کہ شاید وہ باقی مذاہب مین سے فقط اشعری
کی مذہب کی طرف مائل ہے اور زعم کرتا ہے کہ اشعری کی مخالفت ہر امر صادر
اور وارد مین کفر جلی ہے پس مین اوس سے سوال کرتا ہون کہ اشعری
کو یہ کہان سے ثابت ہوا ہے کہ امر حق اوسی پر موقوف ہے حتے کہ
کہ اوس نے باقلانی[۲] کے کفر پر فتوی دیا جب کہ باقلانی نے
اللہ تعالی کی صفت بقا مین اشعری سے مخالفت کی اور زعم کیا کہ اللہ تعالی
کی صفتِ بقا ذاتِ باری تعالی پر زاید نہین۔ اور کیون باقلانی
کو اشعری کے ساتھ مخالفت کرنے مین اشعری سے زیادہ تر کفر کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) پہر ان کے کئی فرقے ہو گئے۔ چنانچہ ہر ایک کا بیان کتاب الملل مین بسط کے ساتھ مذکور ہے۔ ۱۲

[۱] یہان تقلید سے مراد اوس شخص کی تقلید ہے کہ جو باوجود قوت نظری اور اجتہادی کے تقلید کرتا ہی اس لئے کہ جو شخص کہ قوت اجتہادی رکہتا ہو اور باوجود اس کے اجتہاد نکرے اور تقلید سے کام لے تو وہ شخص بیشک اندہون سے بھی زیادہ اندہا ہے یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگردون نے کہ وہ قوت اجتہادی رکہتے تھے بعض مسائل اجتہادیہ مین (دیکہو صفحہ ۱۱)

[۲] باقلانی سے مراد قاضی ابو بکر باقلانی ہے کہ جو باری تعالی کی صفت بقا کو عین کہتا ہے ۱۲ مترجم

اوریت ہوئی حالانکہ جیسے باقلانی سنے اشعری سے خلاف کیا ہے
اوسیطرح اشعری سنے باقلانی سے۔ اور کیون امرِ حق فقط ایک پر وقف
ہوا نہ دوسرے پر۔ کیا یہ اسوجہ سے ہی؟ کہ اشعری باعتبار زمانہ کے
باقلانی سے مقدم ہے تو کئی ایک معتزلہ اشعری سے بہی مقدم گذرے
ہین۔ پس اسوجہ پر ضرور ہے کہ حق اوس کے لئے ہو جو اشعری سے
مقدم ہے۔ (یعنے معتزلہ کے لئے) اور یا اسوجہ سے ہی؟ کہ ان دونون
کے درمیان علم اور فضل مین تفاوت نہ ہے تو کس ترازو اور پیمانہ سے اوسنے
فضل کے مراتب کا انداز کیا ہے تاکہ اوس کے لئے ظاہر ہو گیا ہے
کہ وجود مین اشعری سے کوئی شخص افضل نہین۔ پس اگر باقلانی کو اشعری
کی مخالفت مین رخصت دیتا ہے تو باقلانی کے سوائی دوسرون کو
کیون منع کرتا ہے اور باقلانی اور کرابیسی[۱] اور قلانسی[۲] وغیرہ کے
درمیان کیا فرق ہے۔ اور خاصکر اس رخصت کو اوس سنے کہان سے

(تتمہ حاشیہ صفحہ ۱۴) امام صاحب کا خلاف کیا اور یہ خلاف کرنا اون کے لئے مقام اجتہادی مین
ضروری اور محمود ہی جیسے کہ سمت قبلہ کے اختلاف کے وقت ہر ایک کے لئے اجتہاد ضروری ہے اور ہر ایک کا
اجتہاد اوس کے لئے سمت قبلہ قرار دیجاتی ہی ۱۲ مترجم

۱ کرابیسی سے مراد حسین کرابیسی ہی ۱۲ مترجم

۲ قلانسی سے مراد ابی العباس قلانسی ہے کہ جو اون بزرگان سلف کی تابعین مین
سے ہی کہ جنہون سنے نصوص کو اپنے ظاہر پر رکہا جیسے مالک بن انس اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما ۱۲
مترجم

معلوم کیا ہے اور اگر وہ یہہ زعم کرتا ہے کہ باقلانی کا خلاف فقط
لفظی ہے جیسے کہ بعض متعصبون نے تعسف کیا ہے اس زعم پر کہ
اشعری اور باقلانی وجود کے دایمی ہونے پر باہم موافق ہین اور اس
امر مین خلاف کہ آیا یہ دوام ذات باری تعالیٰ کی طرف راجع ہے یا کسی
وصف زاید کی طرف ایسا قریب ہی کہ کسی تشدید کو واجب نہین کرتا تو پھر
معتزلی کے نفی صفات کے قول پر کیون تشدید کرتا ہے حالانکہ معتزلی
اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم ہے اور تمامی معلومات پر محیط ہے اور کل
ممکنات پر قادر ہی اور اشعری سے فقط اس امر مین مخالف ہے کہ آیا
باری تعالیٰ اپنی ذات سے کل مخلوقات کا عالم ہے یا کسی ایسی صفت سے
کہ جو اوسکی ذات پر زائد ہے۔ پس باقلانی اور معتزلی کے خلاف مین
کیا فرق ہے اور کونسا مطلب حقتعالیٰ کی صفات اور اون کی نفی واثبات
مین نظر کرنے سے بزرگتر ہے۔ پس اگر کہے کہ مین معتزلی کو اس لئے
کافر کہتا ہون کہ وہ یہ زعم کرتا ہے کہ ذات واحدہ سے علم اور قدرت
اور حیات کا فائدہ صادر ہوتا ہے اور یہ صفات باعتبار تعریف اور
حقیقت کے مختلف ہین اور محال ہے کہ مختلف حقیقتین اتحاد کے ساتھ
متصف ہون یا ذات واحدہ اون کے قایم مقام ہو تو پھر کیون
اشعری سے اوس کے اس قول کو بعید نہین جانتا کہ کلام ایک ایسی

صفت ہے، کہ جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر زاید اور اوس کے ساتھ قایم ہے
اور باوجود واحد ہونے کے وہ توراۃ ہے، اور انجیل اور زبور اور قرآن
اور یہ امر ہے اور نہی اور خبر ہے اور استخبار اور یہ مختلف حقیقتین
ہین کیونکہ خبر کی تعریف یہ ہے کہ جو صدق اور کذب کی محتمل ہو حالانکہ
یہ احتمال امر اور نہی کی طرف راجع نہین ہوسکتا پس یہ کیسے ہوسکتا ہے
کہ ایک ہی حقیقت کی طرف تصدیق اور تکذیب راجع ہو اور نہو۔ اور نفی
اور اثبات کا اجتماع محل واحد مین ہو۔ پس اگر اسکے جواب مین خبط کرے
اور اسکا پردہ نہ اُٹھا سکے تو جان تو کہ وہ شخص اہل اجتہاد اور اہل استدلال
سے نہین بلکہ وہ مقلد ہے اور شرط مقلد کی یہ ہے کہ وہ خود بھی خاموش
رہے اور اوس کا جواب بھی ندیا جاوے (کسی نے کیا خوش کہا ہے
ع جواب جاہلان باشد خموشی ۵) اس لئے کہ وہ شخص طریق حجت
اور مباحثہ کی رفتار سے بالکل قاصر ہے اور اگر وہ اس امر کی اہلیت
رکھتا تو وہ متبوع ہوتا نہ تابع اور امام ہوتا نہ ماموم۔ پس اگر شخص مقلد
گفتگو اور دلائل مین خوض کرے تو یہ امر اوسکا فضول اور عبث ہے
اور جو شخص کہ اوسکی طرف متوجہ ہے گویا سرد لوہے مین ضرب لگاتا ہے
اور بگڑی ہوئی شئی کے درست کرنے کا طالب ہے کیا اوس شئی کو
عطار درست کرسکتا ہے کہ جسکو زمانہ نے فاسد کردیا ہو۔ اور امید ہے

کہ اگر تو نے انصاف کیا تو جان لیگا کہ جو شخص اہل استدلال اور اہل اجتہاد
مین سے خاص کر کسی ایک پر امر حق کو وقف کرتا ہے تو وہی شخص کفر اور
تناقض کی طرف زیادہ تر قریب ہے۔ لیکن کفر کی طرف تو اس لئے کہ
اوس نے اوس شخص خاص کو ایسے نبی معصوم کی جا بجا ٹھہرا دیا ہے کہ
صرف اوسکی موافقت سے ایمان کو ثابت کرتا ہے اور کفر کو اوسکی مخالفت سے
لیکن تناقض کی طرف تو اس لئے کہ اہل استدلال اور اہل اجتہاد مین سے
ہر ایک شخص اجتہاد اور استدلال کو واجب کہتا ہے اور تقلید کو حرام
پس وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ تجھے باوجود میری تقلید کے اجتہاد کرنا لازم
ہے اور یا تجھے اجتہاد کرنا لازم ہے لیکن ساتھ ہی اسکے تجھے لازم ہے
کہ تو اپنے اجتہاد مین وہی امر قرار دیوے جو مین نے قرار دیا ہے
اور جو کچھ کہ مین نے قرار دیا ہے وہ حجت ہے پس تجھے لازم ہے کہ
اوسکو حجت اعتقاد کرے۔ اور جس امر کو کہ مین شبہہ اعتقاد کرون
تجھے بھی لازم ہے کہ تو اوسکو شبہہ اعتقاد کرے۔ اور کیا فرق ہے
اوس شخص کے درمیان جو کہتا ہے کہ تو میری تقلید فقط میرے مذہب
مین کر اور جو یہ کہتا ہے کہ تو میری تقلید میرے مذہب اور میری
دلیل دونون مین کر۔ اور یہ بجز اسکے نہین کہ سراسر تناقض ہے



فصل

مین امید کرتا ہون کہ اب تجھے خواہش اس امر کی ہوگی کہ تو کفر کی تعریف کو معلوم کرے بعد اسکے کہ تیرے نزدیک اصناف مقلدین کی تعریفین متناقض ٹھہرین - پس جان تو کہ اسکی شرح بہت طویل ہے اور اوسکا مدار علم بہت گہرا - لیکن مین تجھے ایک ایسی صحیح علامت تعلیم کرتا ہون کہ جو اپنے افراد کو جامع ہے اور غیر کے سلئے مانع تاکہ تو اوسکو اپنا مدنظر بناوے اور بسبب اوسکے باقی فرقون کی تکفیر اور اہل اسلام مین زبان درازی کرنے سے بچے گو اونکے طریقے مختلف ہون جب تک کہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے ساتھ

له جیسے کہ مسلم مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم کئی اصحاب کہ جنمین ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے تھے کہ استنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان سے قیام فرماکر کہین تشریف لیگئے اور اسمین دیر ہوگئی - اور ہم کو خوف ہوا کہ مبادا آنحضرت صلعم کو ہم سے الگ ہوجانے سے کوئی دشمن صدمہ پہونچاوے اور فریاد کرتے ہوے اوٹھے اور مین سب سے پہلے آنحضرت ص کی تلاش مین فریاد کرتے ہوے نکلا یہانتک کہ مین بنی نجار کے باغ کو آیا اور مین اوس باغ کے گرد گھوما کہ تا کوئی دروازہ ملے لیکن مجھے دروازہ نہ ملا مگر اوسوقت دیوار کے جوف مین ایک پانی کی نالی دیکھی کہ جو باہر

صدق دل سے جنگل مارے ذہین اور اس کلمۂ شریفہ کی مناقضت اور شکست نہ کرین۔ پس مین کہتا ہون کہ کفر رسول علیہ السلام کی تکذیب ہے اون اشیا مین سے کسی ایک شی مین کہ جنکو رسول علیہ السلام لائے ہین۔

(صفحۂ گزشتہ کا حاشیہ) کنوین سے باغ کی اندر جاتی ہتی تو مین اوس مین سے لومڑی کی طرح سمٹ کر نکلا اور آنحضرت کے پاس گیا تو آنحضرت نے فرمایا کیا ابو ہریرہ ہے؟ مین نے عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ تو آنحضرت نے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے مین نے یہہ سب گزشتہ حقیقت بیان کی اور عرض کیا کہ یہ سب لوگ بھی میرے پیچھے آپ کی تلاش مین ہین تو اسپر آنحضرت نے مجھے اپنی نعلین مبارک عطا کر کے فرمایا کہ تو میری یہ نعلین لیکر جا اور جو کوئی کہ اس دیوار کی آڑ مین تجھے ملے اور لا الہ الا اللہ کی شہادت یقین دل سے دیتا ہو تو اوسکو جنت کی بشارت دے۔ پس سب سے پہلے مجھے عمرؓ سے ملاقات ہوئی اور اوس نے پوچھا کہ اے ابی ہریرہ یہ نعلین کیسی ہین مین نے کہا کہ یہ نعلین رسول اللہ کے ہین یہ نعلین مجھے دیکر حضرت نے بھیجا ہے کہ جو کوئی مجھے ایسا شخص ملے کہ جو صدق دل سے لا الہ الا اللہ کی شہادت دیوے تو مین اوسکو جنت کی بشارت دون تو عمرؓ نے یہہ سنکر میرے سینے پر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ مین چوتڑون کے بل گرا اور پھر عمرؓ نے کہا اے ابا ہریرہ واپس جا

چنانچہ مین رسول اللہؐ کی طرف واپس گیا اور فریاد وزاری کی کہ اتنے مین عمرؓ بھی میرے پیچھے کہڑا تہا پس آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ای ابی ہریرہ تجھے کیا ہوا تو مین نے عمر کی ملاقات اور مار کا قصہ عرض کیا تو پھر آنحضرتؐ نے عمرؓ سے فرمایا کہ اے عمر تو نے کیون ایسا کیا تو عمرؓ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہؐ میرے مان اور باپ تجھپر فدا ہو کیا تو نے ابی ہریرہ کو نعلین دیکر بھیجا ہے؟ کہ جو کوئی یقین دل سے لا الہ الا اللہ کہتا دیکھے اوسکو جنت کی بشارت دے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہان۔ اسپر عمرؓ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ ایسا نکر کیونکہ مجھے خوف ہے کہ مبادا آدمیون کو اس بشارت اجمالی پر کاہلی ہو۔ لہذا اونکو عمل کرنے دے تو پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہان اونکو عمل کرنے دے انتہی۔ اور دوسری حدیث مین ابی ذرؓ سے مروی ہے کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا دیکھا کہ آنحضرتؐ سفید کپڑا اوڑہے ہوے سوتے ہین پھر دوسری دفعہ مین آیا تو دیکھا کہ بیدار ہین۔ پس آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے پہر اسی پر اوسکی موت ہو تو وہ شخص ضرور جنت مین داخل ہوگا مین نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ ہان اگرچہ زنا اور چوری کرے اور اسکا تکرار تین بار ہوا اور اخیر دفعہ مین اتنا لفظ آنحضرتؐ نے بڑہا کر کہا کہ ابی ذر کی ناک خاک آلودہ ہونے پر۔ اور ابو ذر جب اسکا بیان کیا کرتا تہا تو اس لفظ کا بھی اعادہ کیا کرتا تہا۔ ف جاننا چاہیے کہ ان احادیث مذکورہ بالا سے جیسے کہ بعض ملحدون نے اعتقاد کرلیا ہے یہ امر ثابت نہین ہوتا کہ ایمان فقط اقرار

توحید ہے اور فقط ایک دفعہ لاالہ الا اللہ کا زبان سے پڑھ لینا موجب دخول جنت ہے اس لئے کہ توحید شرعی کا ثبوت بغیر تصدیق رسالت کے ممکن نہین لہذا ضرور ہوا کہ رسالت کی تصدیق جزو ایمان ہو جیسے کہ صحیحین مین حضرت انس رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ اونٹ پر سوار تھے اور معاذ رضہ عنہ آنحضرت کے پیچھے بیٹھے ہوے تھے حضرت معاذ کو تین بار یاد فرمایا اور انہون نے بھی تین بار جواب دیا کہ لبیک یعنی حاضر ہون یا رسول اللہ اوسوقت حضرت نے فرمایا کہ مَا مِنْ اَحَدٍ یَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔ یعنے کوئی ایسا نہین کہ جو صدق دل سے وحدانیت خدا اور رسالت محمد رسول اللہ کی شہادت دیتا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالی اوسکو دوزخ پر حرام کردیتا ہے۔ اسپر حضرت معاذ رضہ نے عرض کیا کہ کیا مین لوگون کو اس خبر کی بشارت دون تو آنحضرت نے فرمایا کہ لوگ اس بشارت کے باعث عمل مین سستی کرینگے لہذا معاذ نے یہ بشارت اپنی موت کے وقت ظاہر کی۔ پس معلوم ہوا کہ نجات کا ذریعہ شہادتین ہین نہ فقط شہادت وحدانیت ورنہ لازم آئیگا کہ ہر منکر رسالت جیسے ہندو اور صابیہ بھی مومن ناجی ہون۔ پس جب کہ تصدیق رسالت اور تصدیق توحید دونون جزو ایمان کے ٹھہرے تو ضرور ہوا کہ ان ہر دو جزو کے قطعی احکام کی تصدیق بھی داخل ایمان ہو ورنہ تصدیق ہر دو جزو بیکار رہے اور یہی امر موجب جنت ہی مادا سیکہ حین موت ان ہر دو جزو مین سے کسی جزو کا انکار یا کسی جزو کے قطعی حکم کا انکار نکیا جاوے اور اگر حین موت تک

امنین سے کسی امر کا انکار ہو تو اس سے نہ ایمان کا بقا ہے اور نہ جنت کا لقا اور یہی مفاد
احادیث بالا ہے اور اس بیان سے واضح ہوا کہ اعمال کا حصول داخل ایمان نہین اس لئے
کہ اسمین منافق اور مومن دونون شارک ہین اور یہی وجہ ہے کہ رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اعمال کا ذکر ان احادیث مین مطروح اور اصل امر کو ذکر فرمایا کہ جو
موجبِ تحصیل اعمال ہے اور حضرت عیسیٰ نے اونکا ذکر کیا کہ جو تکمیل ایمان اور علامت
کاملہ اہل ایمان ہے۔ امام ابوالحسن اشعری کا قول ہے کہ ایمان فقط تصدیق قلبی ہی
اور قول زبانی اور ارکان پر عمل کرنا یہ کل ایمان کے فروعات سے ہی پس جس شخص نے
کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور کل رسولون کا اعتراف کیا اور جو کچھ کہ وہ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہین دل کے ساتھ اوس نے اوسکی تصدیق کی۔ تو اوس شخص
کا ایمان صحیح ہے یہانتک کہ اگر وہ شخص اسی تصدیق پر فی الحال مرجاوے تو وہ شخص
مومن نجات والا ہوگا۔ اور ایمان سے خروج بجز اسکے نہین ہوتا کہ ان اشیاء بالا
مین سے کسی شئی کا انکار کرے۔ اور گناہ کبیرہ کا مرتکب جب کہ دنیا سے توبہ کے
بغیر فوت ہو جاتا ہے تو اوسکا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے خواہ اوسکو اللہ تعالیٰ اپنی
رحمت کے ساتھ بخشدیوے خواہ اوس کے حق مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم
شفاعت کرے اس لئے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ میری شفاعت میری امت
کے اہل کبائر کے لئے ہے اور خواہ اوسکو اوسکی گناہ کے مقدار پر عذاب دیوے
اور پھر اپنی رحمت کے ساتھ اوسکو جنت مین داخل کرے۔ اور جائز نہین کہ کبیرہ

گناہ والا کافرون کے ساتھ ہمیشہ دوزخ مین رہے اس لئے کہ حدیث مبارک
مین وارد ہے کہ جس کسی کے دل مین ایک ذرہ کا مقدار بھی ایمان ہوا تو وہ شخص
دوزخ سے نکالا جاویگا۔ پھر اشعری کہتا ہے کہ اگر گنہگار شخص توبہ کرے تو مین نہین کہتا
کہ اللہ تعالی پر اوس کے توبہ کا قبول کرنا بحکم عقل واجب ہے اس لئے کہ باریتعالی خود واجب
کرنے والا ہے پس اوسپر کوئی شئی واجب نہین بلکہ اتنا امر شریعت مین بطور سمع کے
وارد ہے کہ اللہ تعالی توبہ کرنے والون کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔ اور اضطرار والون
کی دعا کی اجابت کرتا ہے لیکن وہ اپنی مخلوقات کا مالک ہے جو چاہے فعل کرے اور
جو چاہے حکم کرے پس اگر کل مخلوقات کو جنت مین داخل کردے تو کوئی افسوس
نہین اور اگر سب کو دوزخ مین ڈالدے تو کوئی ظلم نہین اس لئے کہ ظلم اوس تصرف کا
نام ہے کہ جو ملک غیر مین کیا جاوے یا ایک شئی کو غیر محل مین رکھا جاوے لیکن
اللہ تعالی مالک مطلق ہے نہ اوس سے ظلم متصور ہے اور نہ اوسکی طرف ظلم کو نسبت
کیا جا سکتا ہے۔ پھر اشعری کہتا ہے کہ کل واجبات کا وجوب سمع کے ساتھ ہے
اور عقل کسی شئی کو واجب نہین کرتی اور نہ کسی شئی کی تحسین اور تقبیح کا اقتضا کرتی ہے
پس اللہ تعالی کی معرفت عقل سے حاصل ہوتی ہے اور سمع کے ساتھ واجب ہوتی ہے
جیسے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اور ایسے ہی
منعم کا شکر اور اطاعت گزار کو ثواب اور بے فرمان کو عذاب سمع کے ساتھ واجب ہے
نہ عقل سے اور اللہ تعالی پر کوئی شئی عقل کے ساتھ واجب نہین نہ صلاح نہ اصلح

اور نہ **لطف** کیونکہ جس حکمت موجبہ کا اقتضا عقل ایک جہت سے کرتی ہے تو دوسری جہت سے اوسکی نقیض کا بھی اقتضا کرتی ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ پر بندون کا مکلف فرمانا واجب ہے اس لئے کہ اس سے نہ اوسکو نفع حاصل ہوتا ہے اور نہ اوس سے کوئی ضرر دور ہوتا ہے۔ اور وہ قادر ہے کہ بندون کو ثواب اور عذاب کی جزا دیوے اور وہ اس پر بھی قادر ہے کہ ابتدا سے ہی لزرو ہی تکرم اور تفضل کے بندون پر فضل اور کرم کرے اور ثواب اور تفضل اور نعیم اور لطف یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے فضل ہے اور عذاب سب کے سب عدل ہے وہ اپنے فعل سے سوال نہین کیا جاسکتا لیکن بندون کو سوال کیا جائیگا جیسے کہ فرماتا ہے لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ۔ اور انبیاء علیہم السلام کا مبعوث ہونا ایک قضیہ جائز ہے نہ واجب یا مستحیلہ لیکن مبعوث ہونے کے بعد معجزات کے ساتھ تائید اور مہلکات سے اونکا بچاؤ امر واجبی ہے اس لئے کہ سننے والے کے لئے کوئی طریق ضروری ہے کہ اوسپر چلے اور اوس سے مدعی کا صدق معلوم کرے اور کل علتون اور موانع کا دور کرنا ضروری ہے تاکہ حکم تکلیف مین تناقض واقع نہو۔ اور معجزہ ایک ایسا فعل ہے کہ جو عادت کے لئے خارق دعوی کے ساتھ مقارن معارضہ سے سالم اور وقت قرینہ کے جابجا تصدیق قولی کے ہوتا ہے۔ اور یہ دو قسم ہر ایک تو خرق عادت ہے اور دوسرا غیر عادت کا اثبات۔ اور اولیاء اللہ کی کرامتین حق ہین اور یہ ایک وجہ سے انبیا علیہم السلام کی تصدیق اور معجزات کے لئے تاکید ہین۔ اور ایمان اور طاعت کا حصول اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور کفر اور معصیت عدم توفیق اور خذلان سے

پس یہود اور نصاریٰ[۵] دونون کافر ہین اس لئے کہ ان دونون نے

اور توفیق کا معنیٰ یہ ہے کہ قدرت کا طاعت پر پیدا کرنا۔ اور خذلان کا معنیٰ معصیت پر قدرت کا پیدا کرنا۔ اور جو کچھ کہ قرآن مین امور غائبہ جیسے قلم اور لوح اور عرش اور کرسی اور جنت اور نار کے اخبار وارد ہین انکا اجرائی ان کے ظاہر پر واجب ہے اور اسی کے موافق ان کے ساتھ ایمان واجب ہے اس لئے کہ ان کے اثبات مین کوئی محال لازم نہین آتا اور جو امور مستقبلہ جیسے قبر کا سوال اور ثواب اور عذاب اور جیسے میزان اور حساب اور صراط اور ایک فریق کا جنت مین جانا اور ایک کا دوزخ مین جانا وارد ہے یہ سب حق ہے انکا اقرار واجب ہے اور ان کو اپنے ظاہر پر رہنے دینا واجب اس لئے کہ ان کے وجود مین کوئی محال لازم نہین ۱۲ مترجم

[۵] **یہود اور نصاریٰ** یہ اہل کتاب کی اعظم امتون مین سے دو بڑی امتین ہین اور ان دونون مین سے یہود کی امت اعظم ہے اس لئے کہ شریعت ابتدا مین موسیٰ علیہ السلام کی ہتی اور کل بنی اسرائیل اسی کے پیرو تہے اور اسی کے احکام کے مکلف تھے اور انجیل جو کہ مسیح علیہ السلام پر نازل ہوی ہے نہ کسی حکم کے ساتھ مختص ہوی اور نہ اوس نے حلال و حرام کا بیان فرمایا بلکہ وہ فقط رموز اور امثال اور پند و نصایح اور ترغیب و ترہیب سے اور باقی جتنے احکام کہ اس نے بیان کئے ہین وہ کل تورات کی طرف منسوب ہین چنانچہ یہود نے اسیوجہ سے عیسیٰ علیہ السلام کی اطاعت قبول نہ کی۔ اور انہون نے دعوی کیا کہ عیسیٰ عم خود تورات کی متابعت کے لئے مامور ہے لیکن اس نے تورات مین

تغیر اور تبدیل کردی ہے اور اونہون نے عیسیٰ پر ان تغیرات کا الزام لگایا۔ اول یہ کہ اوس نے یوم سبت یعنے شنبہ کو یکشنبہ کے ساتھ بدل کردیا۔ اور دوسرا خنزیر کا کہانا حلال کہا حالانکہ تورات مین حرام ہے اور سویم ختنہ اور غسل وغیرہ۔ لیکن اہل اسلام نے انہین کی کتابون سے ثابت کرد کہلایا ہے کہ ان دونون امتون نے اپنے اپنے کتابون مین خود تحریف اور تبدیل کی اور اسی بنا پر امت یہود کے اکہتر فرقے ہوئے اور امت نصاریٰ کے بہتر اور ہر ایک فرقہ دوسرے فرقہ کا مخالف اور اوسکو محرّف بتلاتا ہے۔ ورنہ عیسیٰ علیہ السلام تو انہین احکام کا ثابت کرنے والا تہا کہ جو موسیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لایا تہا اور ان دونون انبیاء علیہا السلام نے ہمارے رسول نبی رحمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مَقدم شریف کی بشارت دی اور ان امتون کو ان کے امامون اور انبیاؤن اور کتابون نے اس امر کا حکم کیا۔ اور اسی بنا پر ان کے اَسلاف نے قبل ظہورِ نبوتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قرب وجوار مین قلعون اور مکانون کو بنا کیا تا کہ رسول آخر الزمان کو نصرت دیوین اور ان اسلاف نے ان امتون کو حکم دیا کہ وہ اپنے شام کے وطنون کو چہوڑ کر وہان جاکر پیشقدمی کرین اور رسول آخر الزمان کو جب کوہ فاران کی پہاڑی پر حق کا ظہور ہوا اور دار ہجرت یعنی یثرب اور مدینہ کی طرف مہاجرت کرے تو اوس کی نصرت اور مدد کرین لیکن جب اوسکا ظہور ہوا تو خود اوس کے منکر ہوگئے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللهِ

عَلَی الْکَافِرِیْنَ۔ **توراۃ** مین ہے کہ اللہ تعالیٰ **طورسینا** سے آیا اور
ساعیر پر ظاہر ہوا اور **فاران** پر کمال اور علو کو پہونچا۔ اور **ساعیر** بیت المقدس
کی پہاڑیان ہین کہ جہان عیسیٰ کا ظہور ہوا اور **فاران** مکہ کی پہاڑیان ہین کہ جہان
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور کمال ہوا۔ اور جب کہ اسرار الٰہی اور
انوار ربانی کے تین مراتب ہین۔ یعنی **وحی** اور **تنزیل** اور **مناجات**۔ اور
ان کے تاویل کے بہی تین مراتب یعنی مبداء اور وسط اور کمال۔ اور آنے کو
مبداء کے ساتھ زیادہ مشابہت ہے اور ظہور کو وسط کے ساتھ اور علو کو کمال کے ساتھ
لہذا توراۃ نے مسیح شریعت کے طلوع اور اوس کے نزول کو طور سینا پر آنے کے ساتھ
تعبیر کیا اور طلوع آفتاب کو ساعیر پر ظاہر ہونے کے ساتھ اور درجۂ کمال اور استوا
پر پہونچنے کو فاران پر علو کے ساتھ۔ اور اس کلمہ سے مسیح اور محمد صلے اللہ علیہما وسلم
دونون کی نبوت کا اثبات اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر پوری دلیل ہے
نصاریٰ کے دین اختراعی کی حقیقت ان کے تین فرقون کے مقالات کے دیکھنے سے
بخوبی واضح ہوسکتی ہے۔ ایک فرقہ **ملکائیہ** یہ **ملکا** کے اصحاب ہین کہ جو روم مین
ظاہر ہوا اور اوس کا حاکم بنا۔ انکا قول ہے کہ مسیح نے حواریون کو بلا کر کہا کہ مین تمہین
نصیحت کرتا ہون کہ تم اپنے دشمنون کو دوست رکھو اور جو تمہین لعنت کہے تم اوسکو
دعاے برکت دو اور جو تم پر غصہ کرے تم اوس کے ساتھ احسان اور نیکوئی کرو اور جو
تم کو ایذا دیوے تم اوس کے لئے دعائے خیر مانگو تاکہ تم اپنے اوس **باپ** کے

بیٹے ہو کہ جو آسمان مین ہے اور اوس کا آفتاب صالحین اور فاجرین پر چمک رہا ہے اور اوس کی رحمت کے قطرہ پاکون اور ناپاکون پر نازل ہو رہے ہین۔ اور تم کامل ہو جیسے کہ تمہارا باپ آسمان مین کامل ہے۔ اور کہا کہ تم اپنے صدقات کی طرف نظر کرو اور دکھلانے کے لئے مقدم اور معظم آدمیون کو مت دو ورنہ تمہارے باپ کے نزدیک جو کہ آسمان مین ہے اوسکا کوئی اجر نہو۔ اور سولی کے وقت کہا مین تمہارے اور اپنے باپ کے پاس جاتا ہون۔ اسی بنا پر جبکہ اریوس باشندہ قسطنطنیہ نے کہا کہ قدیم فقط اللہ ہے اور مسیح اوسکا بندہ مخلوق ہے تو بطارقہ اور مطارنہ اور اساقفہ یہ کل نصاریٰ کی قوم کے معظم قبیلے شہر نیس مین اپنے پادشاہ قسطنطین کے پاس جمع ہوئے اور اونہون نے حضور پادشاہ مین دین نصاریٰ کے گھڑنے کیلئے ایک کونسل ۳۲۵ء عیسوی مین تین سو تیرا (۳۱۳) آدمیون کی منعقد کی جسمین یہ اعتقاد قرار پایا کہ ہم اللہ واحد کے ساتھ جو کہ باپ ہے اور ہر شئی کا مالک اور ظاہر اور پوشیدہ کا صانع اور نیز ابن واحد کے ساتھ ایمان لاتے ہین کہ جو ایشوع مسیح اللہ کا بیٹا اور تمام مخلوقات سے مقدم اور اول ہے اور وہ مصنوع نہین بلکہ خدائے حق سے خدای حق ہے وہ اپنے اوس باپ کے جوہر سے ہے کہ جس نے کل عالم کو اور نیز ہر شئے کو ہمارے محکم بنایا اور وہ ہماری خلاصی کے لئے آسمان سے نازل ہوا اور روح القدس سے جسد مین آیا اور مریم کنخدا سے متولد ہوا اور فیلاطوس کے زمانہ مین سولی پر چڑہایا گیا اور دفن کیا گیا پھر تیسرے دن قبر سے نکلا اور آسمان کیطرف صعود کر گیا۔ اور اپنے باپ

رسول علیہ السلام کی تکذیب کی ہے۔ اور براہمی[۱] بطریق اولی کافر ہے اس لئے

کے دائین ہاتہ کی طرف جا بیٹھا اور وہ دوسری دفعہ آنے کے لئے مستعد ہے

تا کہ مُردون اور زندون کے درمیان قضا کرے۔ اور ہم روح القدس پر ایمان

لاتے ہین جو کہ واحد ہے اور وہ روح الحق جو اپنے باپ سے نکلیگا۔ اور نیز

معمودیہ واحدہ پر ایمان لاتے ہین تا کہ ہماری خطا معاف ہو اور نیز جماعت

واحدہ قدسیہ مسیحیہ جاثلیقیہ پر ایمان لاتے ہین اور نیز ایمان لاتے ہین

کہ ہمارے بدن قایم رہینگے اور ابدالاباد تک زندہ رہین گے۔ یہ ان کلمات پر

پہلا اتفاق اور پہلی کونسل تثلیث پر ہے جسکو پادری گبن صاحب نے

بہی فال آف رومن پر کونسل یعنے تنزل سلطنت رومتہ الکبریٰ مین مفصل لکہا ہے

پہر اس کے بعد کئی کونسلین ہوتی رہین کہ جو ان کلمات کے برخلاف ہین۔ پس اس دین نصاریٰ کی

حقیقت ناظرین اصل معاملہ پر واضح ہوسکتی ہے کہ کیا ہی اور اب کے پادری کس شریعت محمدیہ کو آسمانی

بتلا کر اوسکی طرف لوگون کو بہکا رہے ہین۔

دوسرا[۲] فرقہ نسطوریہ ہی کہ جو حکیم نسطور کے اصحاب ہین اور وہ مامون کے زمانہ مین ظاہر ہوا اور

اوس نے اپنی رائے سے انجیل مین تغیر اور تحریف کی اور اوسکو دین نصاریٰ مین ایسی نسبت ہی جیسے کہ معتزلہ

کو شریعت محمدیہ مین۔ تیسرا[۳] فرقہ یعقوبیہ ہی جو یعقوب کے اصحاب ہین اور تثلیث کے قایل ہین اور

ان کے ہم مذہبون مین بڑا ہی خبط ہے جسکا ذکر مفصل کتاب الملل مین ہے مترجم ۱۲

[۱] براہمہ اہل ہند کا ایک فرقہ ہی کہ جو ایک شخص برہام نام کی طرف منسوب ہے

اس لیے کہ اوس سنے مع اپنے رسول کے باقی رسولون کا انکار بھی کیا ہے
اور دھریہ بھی بطریق اولی کافر ہے اس لئے کہ اس سنے رسولون
کے علاوہ مُرسِل یعنے خدا کا بھی انکار کیا ہے۔ اور وجہ اسکی یہ ہے کفر بھی
عَبدِیَّت اور حُرّیت کے مانند ایک حکم شرعی ہے اس لئے کہ کفر کا
معنیٰ خون کی اباحت اور آگ مین ہمیشہ رہنے کا ہے اور اس کا
ادراک شریعت سے ہی۔ پھر یہ ادراک یا تو نص سے ہوگا اور یا منصوص
پر قیاس کرنے سے لیکن یہود اور نصارٰی کے بارہ مین تو نصوص
وارد ہو چکی ہین لہذا براہمہ اور ثنویہ اور زنادقہ اور دہریہ بطریق
اولی اون سے لاحق ہوئی اور یہ کل فرقہ مشرک ہین اس لئے کہ یہ
کل رسول علیہ السلام کی تکذیب کرتے ہین اور جو کوئی کہ تکذیب کرتا ہے
وہ کافر ہے پس یہی جامع اور مانع علامت ہے۔

اس شخص سنے اپنی قوم کو خاصکر نفی نبوت کی تعلیم دی اور یہ کئی اصناف ہین
ایک وہ جو بُدّ کے قائل ہین۔ اور **دوسرے** اصحاب کرامد **تیسرے**
اصحاب تناسخ۔ مگر جو قوم کہ اہل ھند مین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
نبوت کی قائل ہے اوسکا نام **ثنویہ** ہے۔ اور انھین مین سے ایک وہ قوم
ہے کہ جو نور اور ظلمت کو قدیم اور ازلی قرار دیتی ہے برخلاف **فرقہ مجوس** کے کہ
وہ ظلمت کو حادث کہتے ہین ۱۲ مترجم

فصل

جان تو کہ یہ جو کچھ کہ ہم نے ذکر کیا ہے باوجود اسکے کہ ظاہر اور جلی ہے تاہم اسکے تحت مین گہراؤ بلکہ تمام گہراؤ ہے اس لئے کہ جو فرقہ کہ اپنے مخالف کی تکفیر کرتا ہے تو اوسکی طرف تکذیب رسول کی نسبت کرتا ہے چنانچہ **حنبلی** اس زعم پر اشعری کی تکفیر کرتا ہے کہ اشعری نے اللہ تعالیٰ کے لئے جانبِ فوق اور عرش پر استواء کے نہ ثابت کرنے مین رسول کی تکذیب کی ہے۔ اور **اشعری** اس زعم پر حنبلی کی تکفیر کرتا ہے کہ اوس نے اللہ تعالیٰ کو مخلوقات سے تشبیہ دی ہے اور اس امر کے انکار مین کہ اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی شئے نہین رسول کی تکذیب کی ہے۔ اور **اشعری** نے معتزلی کی تکفیر اس زعم پر کی ہے کہ اوس نے روئت باری تعالیٰ کے جواز اور اوس کے لئے علم اور قدرت اور باقی صفات کے نہ ثابت کرنے مین رسول کی تکذیب کی ہے۔ اور **معتزلی** نے اشعری کی تکفیر اس زعم پر کی ہے کہ صفات کے ثابت کرنے مین کثرت قدماء کی لازم آتی ہے اور اس سے امر توحید مین فتور آنے سے رسول کی تکذیب لازم آتی ہے پس اس ورطہ اور بہنور سے تجھے بغیر اسکے نجات نہین کہ تو تکذیب اور تصدیق کی تعریف اور ان دونون امور کی حقیقت کو دریافت کرلے

پھر تیرے لئے اس سے ان کل فرقوں کی زیادتی اور فضولی کہ جو انھون نے بعض
بعض کے حق مین کی ہے ظاہر اور منکشف ہوجائیگی پس مین کہتا ہون
کہ تصدیق کا رجوع خبر بلکہ مخبر کی طرف ہوتا ہے اور حقیقت اسکی اوس
شئے کے وجود کا اقرار کرنا ہے کہ جسکی وجود کی نسبت رسول علیہ السلام نے
خبر دی ہے۔ مگر وجود کے لئے پانچ مرتبہ ہین اور انہین پانچ مرتبون
سے غافل ہونے کی وجہ سے ہر فرقہ نے اپنے مخالف کی طرف
تکذیب کی نسبت کی ہے اس لئے کہ وجود ذاتی بھی ہے اور حسی
اور خیالی اور عقلی اور شبہی بھی۔ پس جو شخص کہ ان پانچون وجوہ
مین سے کسی ایک وجہ سے اوس شئے کا اعتراف کرے کہ جسکی وجود
کی نسبت رسول علیہ السلام نے خبر دی ہے تو وہ شخص مطلق طور پر
مکذب نہین ہے۔ پس ہم وجود کے ان پانچون اصناف کی شرح
کرکے ہر ایک کی مثال الفاظ تاویلات مین ذکر کرتے ہین۔
پس وجود ذاتی یہ وہی وجود حقیقی ہے کہ جو حس اور عقل سے
خارج مین ثابت ہے۔ لیکن حس اور عقل اوسکو اخذ کرتی ہے اور
اس اخذ کا نام ادراک ہے جیسے آسمان اور زمین اور حیوانات
اور نباتات کا وجود کہ جو ظاہر ہے اور حس اور عقل سے خارج مین ہے
لیکن حس اور عقل اسکا ادراک کرتی ہے۔ بلکہ وجود کا معنی معروف

یہی ہے کہ جسکو اکثر لوگ جانتے ہین اور اسکے سوای کوی دوسرا معنی وجود کے لئے اون کے نزدیک معروف نہین اور **وجود حسی** وہ ہے کہ جو آنکھہ کی قوت باصرہ مین متمثل ہوتا ہے اور جس کے لئے آنکھہ سے خارج مین کوئی وجود نہین پس گویا وہ وجود حس مین ہی موجود ہوتا ہے اور قوتِ حاسہ ہی اوس کے ساتھ مختص ہی اور حس کے ساتھ کوئی دوسری چیز اس وجود مین شرکت نہین رکھتی جیسے کہ سوتا ہوا شخص خواب مین دیکہتا ہے یا جیسے کہ کبھی مریض آدمی بیداری کی حالت مین دیکہتا ہے اس لئے کہ کبھی مریض کی آنکھہ مین ایسی صورت متمثل ہونے لگتی ہے کہ جس کے لئے مریض کی حس سے خارج مین کوئی وجود نہین ہوتا حتی کہ اوس کو اسطرح پر دیکہنے لگتا ہے جیسے کہ باقی موجودات کو کہ جو اوسکی حس سے خارج مین ہین بلکہ کبہی ابنیاء اور اولیا علیہم الصلوات والسلام کے لئے یہی حالت بیداری اور صحت مین ایسی جمیلہ صورتین متمثل ہوتی ہین کہ جو جوہر ملائکہ کے لئے محاکی اور مشابہ ہوتی ہین اور انہین جمیلہ صورتون کے واسطہ سے اونکی طرف الہام اور وحی کی تبلیغ ہوتی ہے حتی کہ ابنیاء علیہم السلام بسبب اپنی صفائی باطن کے اون امور غیبیہ کو بیداری کی حالت مین دیکہتے ہین کہ جنکو دوسرے لوگ خواب کی حالت مین دیکہتے ہین جیسے کہ حضرت

مریم علیہا السلام کے لئے حضرت جبرئیل کا بشر کی صورت مین متمثل ہونا اور جیسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت جبرئیل کو اکثر حالات مین دیکھنا لیکن باوجود اس کے آنحضرت نے جبرئیل علیہ السلام کو اصلی صورت مین فقط دو دفعہ ہی دیکھا اور جیسے کہ آنحضرت کا جبرئیل علیہ السلام کو مختلف صورتون مین متمثل دیکھنا اور جیسے کہ خود ذات شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خواب مین دکھائی دیتی ہے اور باوجود اس کے فرماتے ہین کہ جس نے مجھے خواب مین دیکھا تو اوس نے بالتحقیق مجھے دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت کے ساتھ متمثل نہین ہوتا حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب مین دکھائی دینا اسطرح پر نہین ہوتا کہ آنحضرت کا شخص مبارک مدینہ منورہ کے روضۂ مبارک سے خواب دیکھنے والے کے مقام خواب مین منتقل ہوکر آتا ہو بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دکھائی دینا اسطریقہ پر ہوتا ہے کہ خواب دیکھنے والے کی فقط حس مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک موجود ہوجاتی ہے اور اس کا سبب اور اسکا سر ایک امر طویل ہے کہ جسکو ہم نے اپنی بعض کتابون[1] مین مشروح طور پر بیان کیا ہے پس اگر تو اس امر کی

---

[1] امام غزالی رح اپنے رسالہ حقیقت روح مین تحریر فرماتے ہین کہ شاید خواب مین دیکھنے والا یہ کہے کہ وہ آپ کی مثال کو دیکھتا ہے جسم مبارک نہین دیکھتا اب وہ یا تو

تصدیق نکرتا ہو تو اپنی آنکھ کی تصدیق کر اس لئے کہ تو آگ کی چنگاری کو دیکھتا ہے کہ گویا وہ ایک نقطہ ہے پھر تو اسکو سرعت کے ساتھ مستقیم طور پر حرکت دیتا ہے تو اوسکو ایک خط آگ کا دکھتا ہے اور پھر اوس چنگارے کو مستدیر طور پر حرکت دیتا ہے تو اوسکو آگ کا دائرہ دیکھتا ہے

مثال جسم علیہ السلام کی کہیگا یا مثال روح کی جو صورت اور شکل سے پاک ہے تو ہم صورت اول مین کہتے ہین کہ جسم تو بذات خود محسوس ہے اوسکی تمثیل کی کیا حاجت ہے پھر جس نے موت کے بعد رسول مقبول صلعم کی جسم مبارک کی مثال کو دیکھا اور روح کو نہ دیکھا اوس نے نبی صلعم کو تو نہ دیکھا بلکہ جسم کو دیکھا کیونکہ نبی صلعم روح سے مراد ہے نہ کہ ہڈیوں اور گوشت سے بلکہ حق یہ ہے کہ وہ رسول مقبول صلعم کی روح مقدس کی مثال ہے کہ جو محل نبوت ہے اور جو اوس نے دیکھی ہے وہ حقیقت مین روح کی مثال ہے اور وہ حضرت صلعم کی روح اور اوسکا جوہر ہے جسم ہنین اور حدیث مَنْ رَاٰنِیْ فِیْ مَنَامٍ فَقَدْ رَاٰنِیْ سے یہ مراد ہے کہ جو اوس نے دیکھا وہ مثال ہے کہ جو معرفت حق کے لئے میرے اور دیکھنے والے مین واسطہ ہوگئی۔ پس جوہر نبوت یعنے روح مقدس حضرت صلعم کی جو بعد مفارقت حضرت صلعم کے باقی ہے رنگ اور شکل اور صورت سے تو پاک ہے۔ لیکن مثال مطابق کے واسطے سے امت کو اوس روح کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ مثال ایک ایسی شکل ہے کہ جس کے لئے رنگت اور صورت ہے **اقول** ممکن ہے کہ وہ صورت آنحضرت صلعم کی روح کی مثال نہو بلکہ خود ذات شریف آنحضرت صلعم کی ہو اس لئے کہ روح ایک ایسا جوہر لطیف ہے کہ جس کے لئے

اور یہ دائرہ ناری اور خط ناری دونون دکہائی دیتے ہین حالانکہ ان
دونون کا وجود فقط تیری حس مین ہے نہ کہ حس سے خارج مین اسلئے
کہ ہر حالت مین موجود خارجی فقط ایک نقطہ ہے لیکن اوس نقطہ کا
خط ہوجانا اوقات متعاقبہ مین ہوتا ہے لہذا خط کا وجود ایک ہی حالت
مین ثابت نہو گا حالانکہ وہ تیرے مشاہدہ مین ایک ہی حالت مین نقطہ

قرب اور بعد مقدر نہین اور چونکہ آنحضرت ؐ کا جسم مبارک حکم روح رکہتا ہے چنانچہ
اسیوجہ سے آنحضرت ؐ کے جسم مبارک کا سایہ زمین پر نہین پڑتا تہا تو ممکن ہے کہ خواب
مین ہزار ہا کس کو ایک ہی وقت مین آنحضرت ؐ کا جسم مبارک کہ جو مدینۂ منورہ کے
روضۂ مبارک مین ہے مع روح دکہائی دیوے اور ایک ہی وقت مین ہزارہا آدمیون
کے آنکہ مین اوسکا جلوہ تجلی دیوے لیکن مختلف اشکال مین دکہائی دینا اسکا سر
ایک امر غامض ہے کہ جو دیکہنے والون کی قوت ایمانیہ اور مناسبت روحانیہ کی طرف
راجع ہے۔ اسیطرح اولیاء کرام جنکا یہ قول ہے کہ اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا اَجْسَادُنَا
اَرْوَاحُنَا وہ بہی مختلف صورتون مین دیکہنے والون کی نظر مین ایک ہی
وقت دکہائی دیتے ہین اور ایک ہی آن مین مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق
جا پہونچتے ہین۔ فَيَدْعُوْنَ اَعْدَائَهُمْ وَيُبْصِرُوْنَ اَوْلِيَائَهُمْ۔ پس اے میرے دانش
یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ؐ کا روح مع جسم مبارک کشف حجاب کے وقت نہ دکہائی دیوے
حالانکہ اسکا ثبوت اکثر اولیاء اللہ کے مشاہدہ سے ثابت ہے ۱۲ مترجم

ثابت ہے۔ اور وجود خیالی انہیں محسوسات کی صورت ہے
جب کہ وہ تیرے حس سے غائب ہوجاتی ہین اس لئے کہ تجھے
اس امر کی قدرت ہے کہ تو اپنے خیال مین ہاتھی اور گھوڑے کی صورت
اختراع کرلے گو اپنی آنکھون کو بند کیون نہ کرلے یہانتک کہ تو اوسکو
اس حالت مین دیکھنے لگتا ہے کہ وہ اپنی کمال صورت کے ساتھ تیرے
دماغ مین موجود ہوجاتا ہے نہ خارج مین۔ اور وجود عقلی اسطرح پر ہے
کہ ایک شئی کے لئے روح یعنے حقیقت اور معنی جدا ہو اور صورت جدا لیکن
عقل فقط اوس شئی کے مجرد معنی کا القا کرے اور اوسکی صورت کو خیال یا
حس یا خارج مین ثابت نہ کرے جیسے ید یعنے ہاتھ کہ اس کے لئے
ایک صورت ہی ہے کہ جو محسوس اور متخیل ہے اور نیز اسکے لئے ایک
معنی بھی ہے کہ جو اوسکی حقیقت اور روح ہے اور وہ حقیقت کیا ہے یعنے
پکڑنے کی قدرت کہ جو کہ ہاتھ عقلی ہے۔ اور جیسے قلم اس لئے کہ اسکے
لئے بھی ایک صورت جدا ہے لیکن حقیقت اسکی وہ ہے کہ جس سے
علوم کے نقوش لکھے جاتے ہین اور یہی معنی عقل کو حاصل ہوتا ہے
بے اس کے کہ لکڑی یا کانے کی صورت خیالی یا حسی سے مقرون ہو
اور وجود شبہی وہ ہے کہ نفس شئی فقط باعتبار صورت کے موجود ہو
نہ باعتبار حقیقت کے نہ خارج مین اور نہ حس مین اور نہ خیال مین اور نہ

عقل مین لیکن حقیقت مین کوی دوسری شئی موجود ہو کہ جو شئی اول کے ساتھ
کسی ایک خاصہ اور صفت مین مشابہت رکھتی ہے - اور عنقریب جب کہ
مین تاویلات مین تیرے لئے اسکی مثال ذکر کرونگا تو تجھے وجود شبہی کی
سمجھہ آجاویگی - پس وجود اشیا کے یہی مراتب ہین -

فصل

اب تو ان پانچون درجون کی مثالین الفاظ تاویلات مین استماع کر لیں
وجود ذاتی[۱] چندان تاویل کی طرف محتاج نہین اور یہ وہی وجود ہے
کہ جو اپنے ظاہر پر جاری رہتا ہے اور تاویل نہین کیا جاتا اور یہی وجود
مطلق حقیقی ہے جیسے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا عرش اور کرسی
اور ساتون آسمانون کی نسبت خبر دینا اس لئے کہ یہہ اجسام فی نفسہا
موجود ہین حس اور خیال سے ادراک کئے جاوین یا نہ کئے جاوین - اور
وجود حسی[۲] کی مثالین تاویلات مین کثرت سے ہین اور مین اسجگہہ
پر فقط دو مثالون پر اکتفا کرتا ہون -
ایک[۱] یہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت
کے روز موت کو ایک خوبصورت مینڈھے کی صورت مین لایا جاویگا
اور بہشت اور دوزخ کے درمیان اوسکو ذبح کیا جاویگا - پس جس شخص

سکے نزدیک برہان اور دلیل سے ثابت ہوچکا ہے کہ موت عرض ہے
یا غیر عرض۔ اور عرض کا جسم ہو جانا محال اور قدرت سے خارج ہے تو
وہ شخص اس حدیث کی یون تاویل کرتا ہے کہ اہل قیامت کو وہ مینڈھا
دکھایا جاویگا۔ اور اونکو اعتقاد دلایا جاویگا کہ یہی موت ہے اور یہ مینڈھا
اونکی حس مین موجود ہوگا بغیر اس کے کہ خارج مین موجود ہو اور اوس کا
ذبح کیا جانا اون کے لئے موت سے یاس اور نا امیدی کا باعث ہوگا
اس لئے کہ جو ذبح کیا جاتا ہے اوس کے عود کی پھر امید نہین رہتی۔ اور
جس شخص کے نزدیک یہ برہان قایم نہین ہے تو وہ اعتقاد کرلیگا کہ نفس موت
فی ذاتہ مینڈھا بنجاویگی اور پھر ذبح کیجاویگی۔

دوسری مثال یہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
بہشت اس دیوار کی پہنائی مین میرے سامنے کیا گیا۔ پس جس شخص کے
نزدیک اس امر پر برہان ثابت ہے کہ اجسام مین تداخل نہین ہوسکتا
اور چھوٹی چیز مین بڑی چیز نہین سما سکتی تو وہ شخص اس حدیث کو اس معنی پر
حمل کریگا کہ نفس جنت تو اوس دیوار کی طرف منتقل نہین ہوا تہا لیکن حس کے
لئے جنت کی صورت اوس دیوار مین اسطرح متمثل ہوئی کہ گویا جنت
دکھائی دے رہا تہا۔ اور یہ منع نہین کہ بڑی شئی کی مثال ایک جزو صغیر
مین دکھائی دیوے جیسے کہ آسمان ایک چھوٹے سے آئینہ مین دکھائی دیتا ہے

کیا بگڑتا ہے۔ جو اپنے تہوڑے نفع کے واسطے۔ کسی قسم کی ایسی ویسی چیز کھلا پلا
سونگھا دین جس سے مین دیوانی باولی ہو جاؤن۔ یا مر جاؤن۔ یا میرے ایمان
مین خلل آجاے۔ غرض مکر کی باتین بنا بنو کر۔ انہین تو بی مغلانی ڈھب پر لائین۔
اب انکے باواجان کو ڈہب پر لانا رہا۔ اتفاق سے وہ بھی آگئے اور مغلانی نے
ادب سے سلام کرکے عرض کیا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آج کل بڑی بیگم صاحب
کچھ متردد ہین۔ شاید چھوٹی بیگم سوتے سوتے دو ایک دفعہ
چونک پڑین اس کا اونکو وہم ہو گیا ہے۔ کہ خدانخواستہ میری
بچی کو سایہ جھپٹا ہو گیا ہے۔ ہم لوگ بہتیرا سمجھاتے ہین۔ مگر وہ
کہتی ہین کہ لاکھون مین اُسے اُوپر واے کا خلل ہے۔ اب ڈر کے
مارے نہ آپ سے کچھ کہتی ہین نہ دل ہی مانتا ہے۔ اگر آپ
براہ مصلحت دو چار تشفی کے کلمے کے بعد فرما دین کہ کچھ اندیشہ نہین لڑکی تندرست
ہو جائیگی۔ تم جس سیانے ملانے کو بلا کر چاہو اپنا وہم نکال لو۔ مین کسی بات کو منع
نہین کرتا۔ نوابصاحب بھی دم مین آگئے۔ اور بیگم صاحب سے جا کر جیسی کہ مغلانی
نے پٹی پڑہائی تھی کہدیا۔ اوسوقت مغلانی نے بیگم صاحب سے اشارے مین
کہا کہ کیون۔ کیا چلتا ہوا منتر ہے اوسکے بعد نوابصاحب بیٹی کے پاس گئے۔

اور کہا کہ اے راحت بیٹا چپ چاپ کیون بیٹھی ہو خیر تو ہے وہ بولی ابا جان مینے
ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ اوسکی تعبیر لینی چاہتی ہون۔ لیکن تعبیر دینے والا
کوئی دانا و سمجھہ دار آدمی ہو۔ خواب تو بُرا نہین ہے البتہ صاف سمجھہ مین نہین
آتا۔ خواب کو دیکھہ کر مین بڑبڑا کر اُٹھہ بیٹھی تھی۔ جو ان نامرادما ما۔ اصیلون سنے
خدا جانے کیا کیا گڑھے ہین۔ کوئی آسیب۔ کوئی نظر۔ کوئی جادو۔ کوئی اوپر
دالا وغیرہ وغیرہ کہتا ہے۔ اماّ جان ہین تو ہر ایک کے کہنے پر یقین لاتی ہین۔
اب اُنسے کیا کہون۔ میرا کہنا تو جھوٹ اور ان نگوڑی پھپھڑ دلالی کرنی والیون
کی بات سچ ہین کہون تو کس سے کہون بیٹھی تماشہ دیکھہ رہی ہون۔ نواب صاحب
نے کہا خیر انکو بھی اپنی دل کی ہوس نکال لینے دو۔ وہ تو یہ کہتے ہوے باہر
چلے گئے۔ بی مغلانی نے راحت زمانی کی والدہ سے کہا چلو اپنے ہاتھہ سے گنڈا
تعویذ جو کچھہ چاہو صاحب زادی کو پہنادو۔ جس طرح میان کا مُنہ کل گیا۔ اُوس سے
زیادہ لڑکی پر اثر ہوا۔ مگر پہلے اوسکے بھیٹ کا بندوبست کر لو ایسا نہو کہ بھیٹ نہ دینے
سے ہو کل اولٹ پڑین۔ جب کام بن جاتا ہے تو بھیٹ بھی تُرت ہی دی جاتی ہی۔
خیر پہلے بیٹی سے کے پاس جا کر دیکھہ لو وہ کیا کہتی ہے۔ دونون کی دونو راحت زمانی
کے پاس گیئن۔ لڑکی ماں کو دیکھتی ہی اوٹھہ بیٹھی اور کہا۔ اما جان کیا کہتی ہو۔ جو کچھہ

کھوین کرنے کو موجود ہون - یہ سارا تمھارا وہم ہے اور خدانخواستہ جس بات کا تم کو خیال ہے - اوسکا سان گمان بھی نہین - مان خوش ہوگئی - بیٹی کی چٹ چٹ سیکڑون بلائین لے ڈالین - بیراگی کے جنتر سیانون کے تعویذ ملانون کے گنڈے ڈھیر کے ڈھیر بچی کے گلے مین ڈال فلیتون کی دھونی دینے بیٹھ گئین - لڑکی نے مغلانی کی طرف غضب کی نگاہ سے دیکھا وہ بولی اپنی بچی کی قسم یہ فلیتے صرف خدا کے نام لکھے ہوئے ہین - وہ دھونی نہین ہے جسکا مینے تم سے اقرار کیا ہے - راحت زمانی نے والدہ سے کہا کہ اب تو آپ خوش ہوئین - بیگم صاحب بولین اب کیون نہ خوش ہونگی خدا بھلا کرے بی مغلانی کا جنھون نے تمھارا مزاج سامان مین کیا - وہان سے آتے ہی مغلانی کے قدمون پر سر رکھ دیا - اور کہا کہ جلد بیراگی کی بھینٹ دے آو اور اوس سے یہ بھی پوچھتی آو کہ راحت کے سہرے کے پھول کب کھلین گے - مین اسکا بھی جو کچھ وہ بتائینگے دیدونگی - مجھے کسیکا حق رکھنا منظور نہین - مغلانی سے پوچھا کیا دینا چاہیئے - اوسنے کہا بڑے منہ والا ہے - سو دو سو کی پروا بھی نکریگا خیر بیگم صاحب نے صندوق کھولکر مغلانی کے حوالہ کیا کہ جسقدر مین وہ خوش ہو لیجاؤ - مغلانی ڈرتے ڈرتے سات سو روپیہ نکالے - بیگم صاحب نے کہا جو وہ اس پر بھی راضی نہو - اور موکلون کے بھینٹ مین دیر ہوجانے سے خدانخواستہ

کچھ آور سے آور ہو جائے تو مین کیا کرونگی۔ دو سو میرے طرف سے اور لیتی جاؤ۔
اگر ایسا ہی ہو تو واپس لانا۔ مغلانی بولی سچ ہے بڑونکی بات بڑی ہوتی ہے۔
جب خدا تعالی روپیہ دیتا ہے تو ساتھہ ہی عقل بھی عطا کرتا ہے۔ مغلانی نوسو روپیہ کی
پوٹلی بغل مین مار اپنے بیٹی کے گھر پونچی۔ اور سب روپیہ دیکر بیراگی کے پاس پہونچی
اور دو روپیہ قدمون پر رکھہ کے کہنے لگی کہ سائین جی ابھی مزاج تو نہین سدھرا۔
لیکن چوکنا کسیقدر موقوف ہے۔ اب یہ بتلا ئیے کہ اوسکی شادی کب تک ہو جائیگی
اوسنے کہا کہ شام کو بتلاؤنگا۔ اسوقت میرے چیلے کو مکان بتلا دو۔ چیلون نے
نواب کا مکان عالیشان دیکھہ پایا۔ رات ہی کو ایسی چوری کی کہ تمام گھر مین
جھاڑو پھیر دی۔ لاکھون کا مال و نقد اٹھا لیگئے۔ اور نواب صاحب بیچارے
صبر کر کے رہگئے مغلانی بیراگی سے مل خوشی خوشی اپنے سرکار مین آئی۔ اور اس طرح
جوگی کا حال بیان کیا کہ بیوی وہ تو کوئی بڑا ہی پہونچا ہوا فقیر ہے اوس کے
منھہ سے جو کچھہ نکلتا ہے ہو کر رہتا ہے۔ مین نے جون ہی سات سو روپیہ کی
پوٹلی پیش کی۔ دیکھتے ہی آگ بگولہ ہنگیا۔ اور کہا کہ جا اگر تو آور روپیہ کا بندوبست
نہین کرنی تو ہمارے موکلون کو ایک چھلونٹی کے بچے کی بھینٹ دیدے۔ اور
تھوڑے تھوڑے چلی جا ورنہ تیرے سارے کنبے و محلے تک پر آفت آجائیگی۔

باعتبار قرب منزلت کے اور مُطاع اس اعتبار سے کہ بعض ملائکہ کے حق مین وہ متبوع ہے۔ پس اس شخص نے قلم اور ہاتہہ کو عقلی ثابت کیا ہے نہ حسی اور خیالی اور اسیطرح اوس شخص نے کہ جس نے یَد یعنے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کی صفت قرار دیا ہے قدرت ہو یا کوئی دوسری صفت جیسے کہ متکلمین کا اسمین اختلاف ہے۔ اور وجود شبہی جیسے غضب اور شوق اور فرح اور صبر وغیرہ کہ جو اللہ تعالیٰ کے حق مین وارد ہوئی ہین۔ اس لئے کہ مثلاً غضب کی حقیقت یہہ ہے کہ ارادہ تشفی کیلئے خون دل کا اُبلنا لیکن یہہ معنی اللہ تعالےٰ کے حق مین نقصان اور الم سے جُدا نہین پس جس شخص کے نزدیک اس امر پر برہان قایم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے نفس غضب کا ثبوت ذاتی اور حسی اور خیالی اور عقلی محال ہے تو وہ اوسکی تاویل ایکدوسرے صفت کے ثبوت پر کرتا ہے کہ جس سے وہی شئی صادر ہوتی ہے کہ جو غضب سے صادر ہوتی ہے جیسے عذاب کا ارادہ کرنا حالانکہ ارادہ کو غضب سے حقیقت ذاتیہ مین کوئی مناسبت نہین بلکہ ایک صفت مین ہے کہ جو اوس سے قریب قریب ہے اور ایک اثر مین جو اوس سے صادر ہوتا ہے اور وہ کیا ہے یعنے ایلام یعنے دُکہانا۔ پس یہ مراتب تاویلات کے ہین جو ذکر ہوچکے



فصل

جان تو کہ جو کوئی شخص کہ شارع کے اقوال مین سے کسی قول کو ان مراتب کے کسی ایک مرتبہ کے موافق تاویل کرے تو وہ شخص بھی مُصَدِّقین مین سے ہے اس لئے کہ تکذیب اوس صورت مین ہے کہ ان تمام معانی کا انکار کرے اور زعم کرے کہ جو کچھ کہ شارع نے کہا ہے اوسکا کوئی معنی نہین بلکہ کذب محض ہے اور غرض اوسکی اس قول مین فقط فریب دہی یا کوئی دنیا کی مصلحت ہے پس یہی کفر محض اور زندقہ ہے۔ اور تاویل کرنے والون کو جب تک کہ وہ قانون تاویل کی پاس کرتے ہین کفر نہین لازم آسکتا جیسے کہ ہم عنقریب اس امر کی طرف اشارہ کرینگے اور کیونکر کفر لازم آسکتا ہے حالانکہ اہل اسلام کا کوئی ایسا فریق نہین کہ جسکو تاویل کی طرف اضطرار نہ ہو۔ چنانچہ سب سے زیادہ تر تاویل سے احتراز کرنے والا شخص احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ ہے۔ اور سب تاویلات مین سے حقیقت سے زیادہ تر بعید اور کلام کو مجاز یا استعارہ کی طرف زیادہ تر قریب کرنے والا وجود عقلی اور وجود شبہی ہے حالانکہ اسی کے طرف حنبلی کو اضطرار ہے اور وہ اسکا قائل ہے۔ چنانچہ مین نے حنبلی مذہب کے معتبر اماموں سے کہ جو

بغداد مین ہین سنا کہ احمد بن حنبل نے فقط ذیل کی تین حدیثون کی تاویل پر تصریح کی ہے۔

اول یہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حجر اسود زمین مین اللہ تعالی کا داہنا ہاتھ ہے۔

اور **دوم** یہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن آدمی کا دل اللہ تعالی کی دو انگلیون کے درمیان ہے۔

اور **سوم** یہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین یمن کی جانب سے نفس رحمن ادراک کرتا ہون۔

پس تو غور کر کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کی کسطرح تاویل کی جب کہ اوس کے نزدیک ان احادیث کی ظاہری معنے کی محال ہونے پر برہان قایم تھا لہذا اوس نے اسطرح پر تاویل کر کے کہا کہ داہنا ہاتھ چونکہ بطور عادت کے صاحب ہاتھ کی تقرب کے لئے چوما جاتا ہے اور حجر اسود بھی اللہ تعالی کی طرف تقرب کے لئے چوما جاتا ہے تو گویا وہ بھی داہنے ہاتھ کی مثل ہے لیکن یہ مماثلت کوئی ذات اور صفات مین نہین بلکہ ایک امر عارضی مین ہے اور اسی وجہ سے حجر اسود کو یَمِیْنُ اللّٰہ بولا گیا۔ اور یہ معنی جو امام احمد رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے یہ وہی معنی ہے کہ جسکو ہم **وجود شبہی** بولتے ہین اور یہ معنی تامی وجوہ

تاویلات مین سے بعید تر ہے۔ پس غور کر کہ اس بعید تر تاویل کی طرف وہ شخص جو کہ سب سے زیادہ تر تاویل سے احتراز کرتا ہے کیونکر مضطر ہوا۔ اور اسی طرح جب کہ اوس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے لئے دو حسی انگلیون کا ہونا محال ثابت ہوا اس لئے کہ جو شخص اپنی وجدان مین تفتیش کرتا ہے تو اوس مین دو انگلیون کا ہونا نہین دیکھتا لہذا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ان دو انگلیون سے اونکی روح اور حقیقت کیطرف تاویل کی اور وہ کیا ہے یعنے انگلی عقلی، روحانی کہ جس سے اشیاء کی تقلیب اور تحویل حاصل ہوتی ہے اور چونکہ انسان کا دل فرشتہ اور شیطان کے وسوسہ مین ہے اور انہین دونون سے دلون کو پھیرتا ہے لہذا دو انگلیون کے ساتھ ان دو وسوسون سے تعبیر کی۔ اور امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے فقط ان تینون احادیث کی تاویل پر اس لئے اکتفا کیا کہ اون کو فقط اسیقدر مین استحالہ معلوم ہوا اس لئے کہ نظر عقلی مین اونکو تمعق نہ تھا اور اگر اون کو تمعق ہوتا تو باریتعالی کے لئے جہت فوق کے اختصاص وغیرہ مین بھی کہ جس کی انہون نے تاویل نہین کی استحالہ ظاہر ہو جاتا۔ اور اشعری اور معتزلی نے بسبب زیادہ تفحص اور مباحثہ کے اکثر ظواہر کی تاویل کی طرف بھی قدم بڑھایا۔ اور سب سے زیادہ حنابلہ کی طرف قریب تر امور آخرت مین اشعریہ کی جماعت ہے۔ اس لئے کہ انہون نے سوائے چند ظواہر کے

اکثر ظواہر کو اپنے ظاہر پر ثابت رکھا ہے لیکن معتزلہ کی جماعت نے
تاویلات مین نہایت سخت توغل کیا۔ اور باوجود اس کے اشعری بھی
کئی ایک امور کی تاویل کی طرف مضطر ہے جیسے کہ ہم نے رسول علیہ السلام
کے اس قول کو ذکر کیا ہے کہ موت قیامت کے روز ایک بلیچ مینڈھی
کی صورت مین لائی جاویگی اور جیسے کہ اعمال کا میزان سے وزن کیا جانا
وارد ہے اس لئے کہ اشعری نے اعمال کی تاویل کر کے کہا کہ اعمال
سے مراد اون کے صحیفہ ہین اور اللہ تعالیٰ اون صحیفون مین درجات
اعمال کے موافق وزن اور گرانی پیدا کر دیگا اور یہ تاویل گویا وجود شبہی
کے ساتھ کی گئی کہ جو سب وجوہات مین سے بعید ہی اس لئے کہ صحیفہ
ایسے اجسام ہین کہ جنمین رقمین لکھی جاتی ہین۔ پس اصطلاحاً ثابت ہوا
کہ اعمال اعراض ہین لہذا جو شئے کہ وزن کیجاویگی وہ عمل نہین بلکہ وہ
ایسے نقش کا محل ہے کہ جو اصطلاحاً عمل پر دلالت کرتا ہے۔ اور معتزلی
نفس میزان کی تاویل کرتا ہے اور اوسکو ایک ایسے سبب سے تعبیر کرتا ہے
کہ جس کے ذریعہ سے ہر ایک کے لئے اپنے عمل کی مقدار منکشف
ہوجاویگی حالانکہ اسمین اوسقدر تعسف نہین جتنا کہ تاویل وزن صحایف
مین ہے اور ہماری غرض اس بیان سے یہ نہین کہ ایک تاویل کو صحیح
بتلائین اور دوسرے کو غلط بلکہ ہماری غرض فقط اس امر کا معلوم کرانا ہے

کہ ہر ایک فریق نے اگرچہ ظواہر کی ملازمت مین مبالغہ کیا ہے تاہم تاویل کی طرف مضطر ہے۔ مگر اوس شخص سے بحث نہین کہ جو عنادت اور تجاہل مین حد سے بڑہگیا ہو اور کہے کہ حجراسود بالتحقیق اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے اور موت اگرچہ عرض ہے لیکن بطریق انقلاب مینڈہا بنجاویگی اور اعمال اگرچہ اعراض ہین اور معدوم بھی ہوچکے ہین۔ لیکن تاہم میزان پر رکھی جاوینگے اور انمین ثقل ہوگا۔ اور جو شخص کہ اس حد تک جہالت کو پہونچ جاتا ہے گویا وہ شخص عقل کے رشتہ سے الگ ہے۔

فصل

اب تو تاویل کا قانون سماعت کر اور پہلے تو معلوم کرچکا ہے کہ کل فرقہ تاویل مین ان پانچون درجون پر متفق ہین اور ان مین سے کوئی شئی بھی تکذیب کے دائرہ سے نہین لیکن وہ کل فرقہ اس امر پر بھی متفق ہین کہ ان سب درجات مین سے کسی ایک درجہ کی تاویل اوسوقت جائز ہے کہ جب معنی ظاہر کے محال ہونے پر کوئی برہان قایم ہو۔ اور ظاہر اول ان درجات مین سے وجود ذاتی ہے اس لئے کہ جب یہ ثابت ہوجاتا ہے تو باقی سب اس کے ضمن مین آجاتے ہین پس اگر وجود ذاتی کا ارادہ کیا جانا متعذر ہو تو اس کے بعد وجود حسی

کا مرتبہ ہے اس سلئے کہ جب یہ ثابت ہو جاتا ہے تو باقی سب اسکے
ضمن مین آجاتے ہین۔ پس اگر وجود حسی کا ثبوت متعذر ہو تو اس کے
بعد وجود خیالی یا عقلی کا مرتبہ ہے پس اگر انکا تعذر ہو تو پھر وجود شبہی
کا مرتبہ ہے کہ جو مجازی ہے۔ اور ایک درجہ سے دوسرے درجہ
تحتانی کی طرف عدول کرنا بغیر ضرورت برہان کے جائز نہین۔ پھر اونکا
اختلاف کا مرجع اختلاف برہان ٹہرتا ہے اس سلئے کہ حنبلی کہتا ہی
کہ باری تعالیٰ کے لئے جہت فوق کی طرف مختص ہونے کے استحالہ
پر کوئی برہان نہین اور اشعری کہتا ہے کہ رویت باریتعالی کے استحالہ
پر کوی برہان قایم نہین۔ اور ہر ایک اپنے خصم مقابل کے بیان کو
پسند نہین کرتا اور نہ اوسکو دلیل قاطع خیال کرتا ہے۔ اور خواہ کسطرح ہو
یہ لایق نہین کہ کوئی فریق اپنے خصم مقابل کی تکفیر اس خیال سے کرے
کہ اوسکو برہان مین غلطی کرنے والا جانتا ہے۔ ہان اسقدر جایز ہے
کہ اپنے خصم کو غلط برہانی کے خیال سے گمراہ یا بدعتی بولے۔ لیکن
گمراہ تو اس لئے کہ اوس کے نزدیک خصم مقابل اوس کے طریق سے
گمراہ ہے اور بدعتی اس سلئے کہ اوس نے ایک ایسا نیا قول ایجاد
کر لیا ہے کہ جسکی نسبت سلف سے تصریح کا ہونا معہود نہین اس لئے
کہ سلف سے یہ امر مشہور چلا آتا ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے روز دکھلائی

پس جو شخص کہ یہ کہتا ہے کہ وہ دکہائی نہ دیگا تو اوس کا یہ قول بدعت ہے اور اگر روئت کی تاویل پر تصریح کرے تو یہ بھی بدعت ہے بلکہ اگر اوس کے نزدیک یہ امر ظاہر ہوجاوے کہ روئت کا معنی دل کا مشاہدہ ہے تو بھی لایق ہے کہ اسکا اظہار نکرے اور نہ اسکا ذکر کرے اس لئے کہ سلف نے اسکو ذکر نہین کیا۔ لیکن ساتھ ہی حنبلی کہتا ہے کہ اللہ تعالے کے لئے جہت فوق کا ثابت کرنا سلف کے نزدیک مشہور ہے مگر یہ امر کسی نے سلف مین سے ذکر نہین کیا۔ کہ عالم کا پیدا کرنے والا نہ عالم کے ساتھ متصل ہے اور نہ منفصل اور نہ اوسمین داخل ہے اور نہ اوس سے خارج اور یہ کہ جہات ستّہ اوس سے خالی ہین اور اوسکی طرف جہت فوق کی نسبت ایسی ہے جیسے جہت تحت کی نسبت۔ پس یہ قول کہ جو سلف سے منقول نہین بدعت ہے اس لئے کہ بدعت کا معنی یہی ہے کہ ایک ایسی بات کا ایجاد کرنا کہ جو سلف سے ماثور نہ ہو۔ اور یہان پر تیرے لئے واضح ہوجائیگا کہ یہان دو مقام ہین۔

پہلا مقام تو عام مخلوقات کا ہے اور اوس مین امر حق یہ ہے کہ ظواہر کا اتباع کیا جاوے اور ان ظواہر کو اپنے ظواہر سے نہ بدلا یا جائے اور جس تاویل کی نسبت کہ صحابہ کرام نے تصریح نہین کی اوس کے ایجاد اور ابداع سے احتراز کیا جاوے اور باب سوال کو بالکل قطع او رعلم کلام

مین خوض اور بحث اور قرآن اور حدیث کے الفاظ متشابہ کی اتباع
سے زجر کی جاوے جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ اون سے کسی نے دو متعارض آیتون کی نسبت سوال کیا تو حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے اوس شخص کو دُرّہ سے پٹوایا اور جیسے کہ حضرت مالک رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ اون سے کسی نے استواء کی نسبت سوال کیا
تو اونہون نے جواب مین ارشاد فرمایا کہ استواء امر معلوم ہے اور ایمان
اوسپر واجب ہے لیکن کیفیت اوس استوار کی مجہول ہے اور سوال اوسکا بدعت ہے
دوسرا مقام اون اہل نظر اور اہل اجتہاد کے درمیان ہے کہ جن کے
عقائد ماثورہ مین اضطراب ہے۔ پس لایق ہے کہ اون اہل اجتہاد کی
بحث بقدر ضرورت ہو اور اگر معنی ظاہر کی ترک کرین تو بضرورت
برہان قاطع کرین۔ اور لایق نہین کہ آپس مین ایکدوسرے کی تکفیر کرین اس خیال
سے کہ خصم کو اپنی برہان اعتقادی مین غلطی کرنے والا جانتے ہین
اس لئے کہ اس امر کا ادراک چندان آسان نہین لیکن برہان اون کے
درمیان یہ امر ہے کہ اون موازین خمسہ مین سے کسی ایک میزان کے
ساتھ وزن کر کے خلاف کو رفع کرین کہ جنکو ہم نے اپنی کتاب
قسطاس المستقیم[1] مین ذکر کیا ہے۔ اور یہ موازین خمسہ ایسے ہین

[1] اس کتاب کا ترجمہ بھی ہم نے ختم کر دیا ہے انشاء اللہ تعالے جلد شایع ہوگا

کہ جن مین سمجھنے کے بعد ہرگز امر خلاف راہ گیر نہین ہوتا اس لئے کہ
ان موازین خمسہ سے قطعی یقین کا ادراک کیا جاتا ہے۔ اور جنہون نے
کہ ان موازین کو حاصل کیا ہے اونپر انصاف کا عقدہ آسان ہوجاتا ہے
اور انصاف کیا ہے یعنے پردہ کا دور ہوجانا اور اختلاف کا اُٹھ جانا
لیکن ان ناظرین کے درمیان سے اختلاف بھی دور نہین ہوتا اور یہ یا تو

یہ کتاب امام غزالی رح کی ایک عجیب طرز پر لکھی گئی ہے کہ جس مین مسئلہ امامت کو بخوبی
طرح حل کردیا ہے اور پانچون میزانون کو کہ جو اہل منطق کے اصطلاح مین شکلون سے معتبر ہین
قران کریم کے جملون سے اقتباس کیا ہے۔ چنانچہ میزان اول کا نام تعادل اکبر اور دوم
کا تعادل اوسط اور سوم کا تعادل اصغر اور چارم کا میزان تلازم اور پنجم کا میزان تعاند ہے
میزان اکبر یہ ہے کہ جب کسی شئی کی صفت معلوم ہو اور اوس صفت کی نسبت کوئی حکم
ثابت ہو تو ضرور ہے کہ موصوف کے لئے وہ حکم ثابت ہو بشرطیکہ وہ صفت مساوی موصوف
ہو یا اوس سے عام تر ہو۔ میزان اوسط یہ ہے کہ اگر ایک شئی سے کسی امر کی نفی کی جاے
اور یہی امر کسی اور شئی کے لئے ثابت کیا جائے تو شئی اول مباین شئی ثانی کی ہوگی۔
میزان اصغر یہ ہے کہ اگر دو امر ایک شئی پر صادق آئین تو ضرور ہے کہ ان دونون
امر مین سے کوئی نہ کوئی ایک دوسرے پر صادق آئے۔ میزان تلازم یہ ہے کہ وجود
ملزوم موجب وجود لازم ہوتا ہے اور نفی لازم موجب نفی ملزوم ہوتی ہے اور نفی ملزوم
یا وجود لازم سے کوئی نتیجہ نہین نکل سکتا۔ میزان تعاند یہ ہے کہ اگر کوی امر منحصر

اس لئے ہے کہ ایمن سے بعض تو میزان کے تمام شرائط کے ادراک سے قاصر ہوتے ہین اور یا اس لئے کہ باوجود تمام شرائط کے جاننے کے محض اپنی طبیعت سے کام لیتے ہین اور میزان کے ساتھ وزن نہین کرتے جیسے کوئی شخص علم عروض کے حاصل کرنے کے بعد شعر کے کہنے مین فقط اپنے ذوق کی طرف رجوع کرتا ہے اور عروض سے کام نہین لیتا اس وجہ سے کہ ہر شعر کو عروض کے سامنے کرنا اوسکو گران گذرتا ہے تو بعید نہین کہ ایسا شخص غلطی کرجاوے۔ اور یا اس لئے کہ وہ ادن علوم مین مختلف درجہ رکہتے ہین کہ جو براہین کے مقدمات ہین اس لئے کہ بعض علوم تو ایسے ہین کہ جو براہین کے اصول ہین جیسے علوم تجربیہ اور تواتریہ وغیرہ کہ جو تجربہ اور تواتر سے حاصل ہون اور آدمی ان علوم تجربیہ اور تواتریہ مین مختلف ہوتے ہین اس لئے کہ کبھی ایک شخص کے نزدیک وہ امر متواتر ہوتا ہے کہ جو دوسرے کے نزدیک متواتر نہین۔ اور کبھی ایک شخص کو ایک شئی کا اس قسم کا تجربہ ہوتا ہے کہ جو دوسرے کو حاصل نہین ہوتا

دو قسمون مین منحصر ہو تو ضرور ہے کہ ایک کے ثبوت سے دوسرے کی نفی اور ایک کی نفی سے دوسرے کا ثبوت ہو۔ ان موازین خمسہ کے امثلہ اور وہ شرائط جن سے قول مین غلطی نہ ہونے پائے اور اس امر کی توضیح کہ صداقت ہائے مذہب کو ان موازین سے کسطرح تولا کرتی ہین یہ سب امور بالتفصیل کتاب القسطاس المستقیم مین درج ہین۔ مترجم

اور یا اس لئے اختلاف دور نہین ہوتا کہ قضایا وہمیہ اور قضایا عقلیہ مین التباس ہو جاتا ہے اور یا اس لئے کہ کلمات محمودہ مشہورہ کو کلمات ضروریہ اور اَوَّلِیَّہ سے التباس ہو جاتا ہے جیسے کہ ہم نے اسکو اپنی کتاب محک النظر مین بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ لیکن بالجملہ جب کہ ناظرین ان موازین خمسہ کو تحصیل کرلیوین اور انکو محقق طور پر دریافت کرلین تو ممکن ہے بشرطیکہ عناد نہو کہ مواقع غلطی پر انکو وقوف حاصل ہو جاوے۔

فصل

بعض آدمی ایسے ہین کہ جو بغیر کسی برہان قاطع کے فقط اپنے غلبۂ ظن کے ساتھ تاویل کی طرف جلدی کرتے ہین حالانکہ ایسے آدمی کی تکفیر کی طرف بھی ہر مقام مین جلدی کرنی لایق نہین بلکہ اوس مین نظر کرنی چاہئے۔ پس اگر اوسکی تاویل ایسے امر مین ہو کہ جس کو اصول عقائد سے کوئی تعلق نہین اور نہ کسی امر اہم سے تو اوسکی تکفیر نہ چاہئے اور مثال اسکی یہ ہے جیسے کہ بعض صوفیہ کہتے ہین کہ خلیل علیہ السلام نے جو ستارون اور چاند اور سورج کو دیکھا اور کہا کہ یہ میرا رب ہے تو ان سے ظاہری معنی مراد نہین بلکہ مراد ان سے جواہر نورانیہ ملکیہ ہین کہ جنکی

نورانیت عقلیہ ہے نہ حسیہ اوران جواہر کے لئے کمال مین مختلف
مراتب ہین اور نسبت تفاوت اون کے درمیان ایسی ہے
جیسے ستارون اور چاند اور سورج کے درمیان ہی اوراس امر پر
یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ خلیل علیہ السلام کا شان اس سے بہت
بڑا ہی کہ وہ ایک جسم کی نسبت اعتقاد کرتا کہ وہ خدا ہے حتی کہ
اوس کے غروب ہونے کے مشاہدہ کی طرف محتاج ہوتا کیا تو اعتقاد
کرسکتا ہی کہ اگر وہ غروب نہوتا اور خلیل علیہ السلام کو اوس کے جسم
و مقدار ہونے کے لحاظ سے اوسکا خدا ہونا محال نہ جانتا تو وہ اوسکو
خدا اپنا لیتا ۔ اور انہون نے یہہ بھی دلیل پیش کی ہی کہ یہہ کیسے ہوسکتا
ہی کہ سب سے پہلے خلیل علیہ السلام نے فقط ستارون کو ہی دیکھا ہو
حالانکہ سورج سب سے روشن ہے اور پہلے یہی دکھائی دیتا ہی اور نیز
یہہ دلیل پیش کی ہے کہ اول باری تعالی نے کہا ہے کہ اے محمد
اسی طرح ہمنے ابراہیم علیہ السلام کو آسمانون اور زمین کے ملک
اور ملکوت دکھلائے ہین اور پھر اس کے بعد اس قول کا ذکر حکایت
فرمایا ہی پھر کیسے ممکن ہی کہ کشف ملکوت کے بعد ستارون کی نسبت
حضرت خلیل علیہ السلام ایسا وہم کرین ۔ اور یہہ انکی دلیلین کل ظنی
ہین برہانی نہین چنانچہ اونکا اولا یہہ کہنا کہ خلیل علیہ السلام کا شان

اس سے بہت بڑا ہو کہ وہ ایک جسم کو خدا اعتقاد کرتا تو اس کے
جواب مین کہا گیا ہے کہ جب کہ حضرت خلیل علیہ السلام کے ساتھ
یہ ماجرا ہوا تھا تو اوس وقت وہ چھوٹے بچے تھے اور بعید نہین
کہ جس شخص نے عنقریب نبی ہونا ہو بچپن کی عمر مین اوس کو اس
قسم کے خطرات پیش آوین اور پھر بہت جلد اونسے تجاوز کر جاوے-
اور یہ بھی بعید نہین کہ غروب ہونے کی دلالت اوسکے حدوث پر
خلیل علیہ السلام کے نزدیک جسم ذو مقدار کی دلالت سے زیادہ تر
ظاہر اور روشن ہو- اور پہلے ستارون کا دکھلائی دینا اسکی وجہ یہ روایت
کی گئی ہے کہ خلیل علیہ السلام طفولیت کے زمانہ مین ایک غار
مین قید تھے اور جب نکلے تو رات کو نکلے - اور یہ جو پہلے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے کہ اے محمد ہم نے اسی طرح ابراہیم کو آسمانون
اور زمین کے ملک اور ملکوت دکھلائے ہین جایز ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے یہ اونکی نہایت کا ذکر کیا ہو اور پھر حالت ہدائیت کا بیان فرمایا
ہو- پس یہ اور اسکی مثل کل دلائل ظنی ہین انکو وہ شخص برہان اعتقاد کرتا
ہو کہ جو برہان کی حقیقت اور شرط نہین جانتا پس اونکی تاویل اسی
قسم کی ہوتی ہے - اور اونہون نے عصا اور نعلین کی تاویل
بھی کی ہے کہ جو آیۂ اخلع نعلیک اور آیۂ القِ ما فی یمینک

مین واقع ہے - اور مین امید کرتا ہون کہ ظن ایسے امور مین کہ جو
اصول اعتقاد سے تعلق نہین رکھتے جا بجا اوس برہان کے
ہوتا ہے کہ جو اصول اعتقاد مین ہوتا ہے پس ایسے ظن سے
نہ کفر کی نسبت ہو سکتی ہے اور نہ بدعت کی - ہان اگر ایسے دروازہ
کا کھولنا یہان تک پہونچانے کا اندیشہ رکھتا ہو کہ عوام کے دلون
مین تشویش ڈالدے تو ایسے ظن سے صاحب قول کو بدعتی
اوس ہر امر مین کہہ سکتے ہین کہ جس کا ذکر سلف سے ماثور نہین
اور اسیکے قریب قریب بعض باطنیہ کا قول ہے کہ سامری کا
بچھڑا ماؤل ہے اسلئے کہ خلق کثیر ایک ایسے عاقل سے کیسے
خالی ہو سکتی ہے کہ جو جانتا ہو کہ سونے کی بنائی شئے خدا نہین
ہو سکتی حالانکہ یہہ قول بھی ظن ہے اسلئے کہ یہہ امر محال نہین کہ ایک
طائفہ اس مرتبہ کی جہالت کو پہونچگیا ہو جیسے وثن پرستون
کی جماعت - اور اوس بچھڑے کا نادر ہونا یقین بخش نہین ہے
لیکن اس جنس سے جو امر کہ عقائد اہم کے اصول سے تعلق
رکھتا ہے تو واجب ہی کہ اس شخص کی تکفیر کیجاوے کہ جو ظاہر
کو بغیر کسی برہان قاطع کی بدلا دیوے جیسے[1] وہ شخص

[1] جیسے فارابی اور ابن سینا کہ جو قیامت کے دن حشر اجساد کا انکار کرتے ہین

کہ جو حشر اجساد کا انکار کرتا ہی اور نیز عقوبات حسیہ کا فقط ظنون اور اوہام اور استبعادات سے بغیر کسی برہان قاطع کے کرتا ہی

اور کہتے ہین کہ محل ثواب و عذاب فقط ارواح مجردہ ہی ہون گے اور عذاب اور ثواب روحانی ہوگا نہ جسمانی - امام غزالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کتاب المنقذ من الضلال مین تحریر فرماتے ہین کہ یہہ تو اونہون نے سچ کہا کہ وہان عذاب و ثواب روحانی ہون گے لیکن یہہ جھوٹ کہا کہ جسمانی نہین ہون گے" گویا مذہب حق یہہ ہے کہ عذاب روحانی اور جسمانی دونون ہون گے لیکن **سید احمد خانصاحب امام النیچریہ** کا اعتقاد یہہ ہے کہ یہہ جسم کہ جس کا حشر قیامت کے دن ہوگا یہہ وہ جسم نہین کہ جو اس وقت ہماری نظرون مین ہے بلکہ اونہون نے اس جسم سے ایک جسم لطیف ارادہ کیا ہی کہ جو روح حقیقی اور کالبد خاکی کے درمیان واسطہ ہے اور وہ جسم لطیف بعد موت علی حالہ باقی رہتا ہی اور روح اوس سے متعلق رہتی ہے **اقول** اس جسم لطیف کا اثبات البتہ حضرت **شاہ ولی اللہ** صاحب محدث دہلوی رح کے قول سے بھی مفہوم ہوتا ہے کہ جو اونہون نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہی لیکن اوس سے یہہ نہین پایا جاتا کہ یہہ جسم جو کہ کالبد خاکی ہی اسکا حشر نہین ہوگا ہان شاہ صاحب اتنا فرماتے ہین کہ جو شخص کہتا ہی کہ موت کے وقت انسان کا نفس ناطقہ مادہ کو بالکل چھوڑ دیتا ہی وہ جھک مارتا ہی روح کے لئے دو قسم کا مادہ ہی ایک سے روح کا بالذات تعلق ہے اور دوسرے سے بالعرض جس مادہ سے بالذات

پس ایسے شخص کی تکفیر قطعاً واجب ہی اسلئے کہ جسمون کی طرف روحون کے واپس آنیکے استحالہ پر کوی برہان نہین اور ایسے

تعلق ہے وہ نسمہ ہے اور جس مادہ سے بالعرض تعلق ہے وہ جسم خاکی ہی جب آدمی مرجاتا ہی تو مادہ خاکی کا زائل ہوجانا اوسے کچھہ نقصان نہین پہونچاتا بلکہ روح انسانی بدستور مادہ نسمہ مین حلول کئی رہتی ہے **سید احمد خان صاحب** اس عام قول اہل اسلام کو کہ جب خدا تعالی حشر کرنا چاہیگا تو ہر ایک روح کو ایک ایک جسم عطا فرمائیگا تسلیم نہین کرتے بلکہ اون سکے نزدیک جن اجساد کے حشر کا بیان قرآن مین ہے اوسنے وہی اجسام لطیف مراد ہین جو ارواح ابدان انسانی سے مفارق ہونے کے بعد عالم قدس مین لیکر آتے ہین اور یہی حشر جسدی اون سکے نزدیک ثابت ہی حالانکہ یہہ قول بالکل تکذیب نبوت بلکہ تکذیب الوہیت ہی امام بخاری نے ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ابن آدم نے میری تکذیب کی اور مجھے دشنام دی حالانکہ اوس سکے لئے مناسب نہ تھا۔ تکذیب تو اوس نے اسطرح کی کہ اوس نے میری نسبت کہا کہ مین بدائیت کی مثل اوسکا اعادہ نہ کرون گا حالانکہ خلق اول اعادہ سے آسان نہین۔ اور دشنام اس طرح دی ہے کہ اوس نے میری طرف ولد کی نسبت کی حالانکہ مین اب احد صمد ہون کہ تو مین کسیکا ولد ہون اور نہ کوئی میرا والد ہی **معہذا** قرآن کریم باواز بلند اسی خاکی جسم کی حشر کی طرف دعوت دیتا

امر کا ذکر دین مین ضرر عظیم رکھتا ہے پس ایسے منکر کی تکفیر واجب
ہی اور نیز ان مین سے اوس شخص کی تکفیر کہ جو قائل ہی کہ اللہ تعالےٰ کے فقط

جیسے کہ سورۂ یاسین مین ہے قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ۔ قُلْ
يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ الَّذِي
جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ
أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ
مِثْلَهُمْ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا
أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ
كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ اور جو لوگ کہ حشر کذائی کے منکر ہین اونکے
نزدیک آج تک اس حشر کے استحالہ پر کوئی برہان قایم ہنین ہوا **اقول**
اولاً یہہ امر غور طلب ہے کہ آیا اللہ تعالی ان اجزاء بدنیہ کو مرنے کے بعد معدوم کر کے اعادہ
کریگا یا اون کو ازیکدیگر متفارق اور جدا کر کے پھر اون مین تالیف پیدا کریگا لیکن
امر حق یہہ ہی کہ ان مین سے کوئی امر بھی قطعی طور پر پایۂ ثبوت کو ہنین پہونچا اسلئے
کہ ان مین سے کسی امر کے ثبوت پر آجتک کوئی قطعی دلیل قایم ہنین ہوئی اور یہہ جو آیہ
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ کو اعدام پر دلیل لاتے ہین اسکا استدلال بالکل
ضعیف ہے اسلئے کہ تفریق اجزا بھی اعدام ہے اسلئے کہ ہلاک شئی کا یہہ معنے ہے
کہ وہ شئی اپنی صفات مطلوبہ سے نکل جاوے اور اوس کی وہ تالیف دور ہو جاوے

اپنے نفس کا علم رکھتا ہی یا فقط کلیات کا علم رکھتا ہی اور امور جزویہ کہ جنکا تعلق اشخاص سے ہے اون کو نہین جانتا اسلئے کہ قطعاً

کہ جس کے ساتھ اوس شئے کے اجزا اپنے افعال کے لئے صلاحیت رکھتے ہین اور جسکے ساتھ اون کے منافع پورے ہوتے ہین اور اسیطرح فنا کا بھی فنا مین یہی معنی ہے لہذا آیہ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ سے بھی اس امر پر استدلال نہین ہوسکتا لہذا فنا اور ہلاکت سے مراد یہی تفریق اجزا اقرین قیاس ہے اور یہی امر طیر ابراہیم سے بھی پایا جاتا ہے اور ہمارے علماے عظام کے لئے اعادہ معدوم پر نفی نفس ایک بدیہی حجت یہ ہے کہ شئے معدوم کا وجود ثانی ممتنع نہین ورنہ وجود اول بھی ممتنع ہوتا گویا مبدا اور معاد دونون لازم اور ملزوم ہین۔ الحاصل حشر و معاد کے مسئلہ مین کل پانچ اقوال منقول ہین ایک فقط حشر جسمانی کا قول کہ جو اکثر متکلمین اور اون فلاسفہ کا ہی کہ جو نفس ناطقہ کا انکار کرتے ہین اور دوسرا فقط حشر روحانی اور یہ فلاسفہ الٰہیہ کا قول ہے۔ اور تیسرا حشر جسمانی اور روحانی دونون یہ اکثر محققین جیسے حلیمی اور امام غزالی رح اور ابو زید دبوسی اور قدما معتزلہ مین سے معمر اور متاخرین امامیہ مین سے جمہور اور اکثر صوفیہ کا قول ہے یہ لوگ کہتے ہین کہ انسان حقیقت مین نفس ناطقہ کا نام ہے اور وہی مکلف اور مطیع اور عاصی اور مثاب اور معاقب ہی اور بدن اوس کے لئے بمنزلہ آلہ کے ہی اور نفس ناطقہ فساد بدن کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہی اور اون درجات
کے قبیل سے نہین کہ جنکا ہم نے باب تاویل مین ذکر کیا ہے

بعد بھی باقی رہتا ہے پس جبکہ اللہ تعالی حشر مخلوقات کا ارادہ کریگا تو ہر روح
کے لئے ایک بدن خاکی مثل ابدان دنیا کے پیدا کریگا کہ جس کے ساتھ اوس کو تعلق
ہوتا ہے اور جس کے ذریعے سے اشیا مین تصرف کرتا ہے گویا عظام بالیہ کو از سرنو
تالیف حاصل ہوگی اور یہی مذہب حق ہے جیسے کہ مثال کے طور پر اللہ تعالے
پارہ سویم مین فرماتا ہے اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا
قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ
قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ
فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ وَ انْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ
وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا
لَحْمًا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ
رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ
قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ
مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ
اور **چوتھا** قول یہ ہے کہ نہ حشر جسمانی ہوگا اور نہ روحانی یہ فلاسفہ طبعیہ کا
ہے **پانچوان** قول توقف کا ہے اور یہ جالینوس سے منقول ہے ہمارے زمانہ

اسلئے کہ قرآن اور حدیث کی دلائل عام حشر اجساد اور عام علم اللہ تعالیٰ پر باین طور کہ وہ ہر اوس امر کو بالتفصیل جانتا ہے

کی انگریزی خوان دہریہ طالب علمون کو خدا ہدایت دیوے کہ وہ حشر ونشر اور عذاب قبر وغیرہ سے انکار کرتے ہین حالانکہ انکے وجود پر کوئی استحالہ قایم نہین ہوسکتا جب کہ ایک صاحب نبوت اعجاز کے ساتھ کسی امر مستقبل کا بیان فرماوے تو اوس کی تصدیق واجب ہے کیا حیات اخروی حیات دنیوی سے کم پایہ رکھتی ہے کیا عذاب اخروی عذاب دنیوی سے عبرت نہین دلاتا ایک نابالغ لڑکا جب کہ کسی عاقل بالغ کو کہدے کہ اس رستہ مین سانپ ہی تو اوس نابالغ کے قول کو بالغ عاقل فقط حیات دنیوی کے بچانے کے لئے اعتقاد کرلیتا ہے اور صاحب نبوت صاحب اعجاز جب اعجاز کے ساتھ حیات اخروی اور عذاب اخروی سے آگاہ کرتا ہے اوس کے قول پر اعتماد نہین ہائے ایسی غفلت اور ایسی جہالت سے بروز حشر شود ہمچو روز معلومت کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور لیکن علم باری تعالیٰ کے بارہ مین اسیقدر لکھنا کافی ہوگا کہ چونکہ جزئیات اور کلیات کا صدور ذات باری تعالیٰ سے ہے تو ضرور ہوا کہ انکا علم بھی اوس ذات کو ہو کیونکہ اس قدر اتقان کے ساتھ ان کا صدور بجز اس کے نہین کہ ایک ذات عالم سے ہوا ہے اور ان جزئیات کے تغیر سے اوس کی ذات مین کوئی تغیر نہین آتا کیونکہ یہ تغیرات فقط اضافی اور زمانی ہین کہ جو ماضی اور حال اور استقبال کے اعتبار سے ہین لیکن ذات

کہ جو اشخاص عالم پر جاری ہوتے ہین ایسے حد سے متجاوز ہین کہ جو قابل تاویل ہو اور وہ منکرین باوجود اس کے اعتراف کرتے ہین کہ یہہ باب تاویل سے نہین لیکن کہتے ہین کہ جب کہ مخلوقات کی صلاحیت اس امر مین تھی کہ وہ حشر اجساد کا اعتقاد کرین اسلئے کہ اون کے عقول معاد عقلی کے سمجھنے سے قاصر تھے - اور نیز اس امر مین اونکی صلاحیت تھی کہ وہ اس کا اعتقاد کرین کہ اللہ تعالی اون سب امور کا عالم ہے کہ جو اونپر گزرتی ہین اور اونپر رقیب اور حفیظ ہے تاکہ اون کے دلون مین رغبت اور رہبت پیدا ہو لہذا رسول علیہ السلام کے لئے جائز ہوا کہ وہ ان کو حشر اجساد اور کل اشیاء کے علم کی تفہیم کرے اور جو شخص کہ غیر کی صلاحیت کرے اور اوس بارہ مین وہی امر کہے کہ جس مین صلاحیت ہو گو خلاف حقیقت امر کہے تو وہ کاذب نہین کہلاتا پس یہہ قول قطعاً باطل ہے اسلئے کہ یہہ صریح تکذیب ہے اور پھر اس

باری تعالی کا علم ازلی ہے کہ جن کو تغیرات ازمنہ متغیر نہین کر سکتے کیونکہ وہ خالق ازمنہ ہے اوس کے علم مین نہ ماضی متصور ہے اور نہ حال اور نہ استقبال لہذا کل موجودات ازل سے ابد تک اوس کے لئے حضوری ہین جیسے کہ قرآن کریم اسی کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ لایعزب عن علمہ مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض ۱۲ م

عذر کی طلب ہی کہ کیون اس نے کذب بولا حالانکہ منصب نبوت
کا ایسے رزیل امور سے پاک ہونا واجب ہے اسلئے کہ صدق مین اور نیز
اس کے ساتھ مخلوقات کی صلاحیت مین کذب کی نسبت زیادہ تر
وسعت ہی اور یہی زندقہ کا پہلا درجہ ہے لیکن یہی اعتزال اور زندقہ
مطلقہ کے درمیان کا مرتبہ ہے اسلئے کہ معتزلہ کا طریق فلاسفہ
کے طریق سے سواے اس ایک امر کے قریب تر ہے اور
وہ ایک امر یہہ ہے کہ معتزلی ایسے عذر سے رسول پر تکذیب
جایز نہین رکھتا بلکہ جہان برہان کے ساتھ اوس کو
خلاف ظاہر ہوتا ہے وہان تاویل کرتا ہے۔ لیکن فلسفی ظاہری
معنی پر وہین تک اکتفا نہین کرتا کہ جہان تک وہ تاویل کے قابل
ہوتا ہے خواہ وہ تاویل قریب ہو یا بعید بلکہ اوس سے تجاوز
کر جاتا ہے اور زندقہ مطلقہ یہہ ہے کہ اصل معاد کا ہی انکار
ہو عقلی ہو یا حسی اور عالم صانع کا بھی بالکل انکار کیا جاوے۔
لیکن فقط معاد عقلی کا اثبات اور ساتھ ہی اس کے آلام اور لذات
حسیہ کی نفی اور صانع کا اثبات اور ساتھ ہی اس کے صانع
کی تفصیلی علم کی نفی یہہ زندقہ مقیدہ ہی کہ جس مین ایک
قسم کا انبیا علیہم السلام کی صدق کا اعتراف ہے اور ظاہر

میرا ظن یہ ہے اور علم اسکا اللہ کے پاس ہے کہ یہی زندقہ لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول[1] سے مراد ہین کہ عنقریب میری امت ستر پر کتنے فرقہ ہو جاویگی کہ جو سب کے سب جنت مین ہون گے سواے ایک فرقہ زنادقہ کے۔ یہ لفظ حدیث کا ہی اور بعض روایات مین ثابت ہی۔ اور یہہ حدیث بظاہر اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ یہہ فرقۂ زنادقہ بھی رسول علیہ السلام کی امت ہین سے ہے اسلئے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ عنقریب میری امت اتنے فرقہ ہوجاویگی اور جو شخص کہ اوس کی نبوت کا اعتراف نہین کرتا وہ اوس کی امت سے نہین اور جو لوگ کہ اصل معاد اور اصل صانع[2] کا انکار کرتے ہین تو وہ

[1] قال علیہ الصلوۃ والسلام ستفرق امتی نیفا وسبعین فرقۃ کلھم فی الجنۃ الا الزنادقۃ وھی فرقۃ انتھی

[2] یہہ اعتقاد بجز فرقہ دہریہ کے جو بالکل کور عقل ہین کوئی عقلمند نہین کرسکتا اسلئے کہ ہر فطرت اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ نفس الامر مین ایک ایسا وجود موجود ہے کہ جو باقی موجودات سب کے خصوصیات اور احوال سے ممتاز ہے پس اگر وہ موجود واجب ہوا فھو المراد اور اگر ممکن ہوا تو کسی نہ کسی مؤثر کا محتاج ہوگا اور ضرور ہے کہ اس سلسلہ کی انتہا اوس وجود واجب تک پہنچے ورنہ دور اور تسلسل لازم آیگا اور یہہ دونون باطل ہین مترجم

گویا رسول علیہ السلام کی نبوت کا اعتراف نہین کرتے اسلئے کہ وہ زعم کرتے ہین کہ موت عدم محض ہے اور یہہ عالم ہمیشہ سے بنفسہ بغیر کسی صانع کے موجود ہی اور یہہ لوگ اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہین رکھتے اور انبیا علیہ السلام کو مکر اور تلبیس کی طرف نسبت کرتے ہین لہذا ان لوگون کو رسول علیہ السلام کی امت کی طرف نسبت کرنا جایز نہین پس اس وقت زندقۂ امت کا معنی سوا اسکے نہین جو ہمنے ذکر کیا ہی۔

فصل

جان تو کہ جن امور سے تکفیر واجب ہوتی ہی اور جنسے واجب نہین ہوتی اونکی شرح ایک ایسی لمبی تفصیل کو چاہتی ہے کہ جسکے ذکر کرنے مین ہر مقالہ اور مذہب اور ہر ایک کے شبہہ اور دلیل اور ظاہری معنی سے وجہ بعد اور وجہ تاویل کے بیان کرنے کی طرف حاجت پڑتی ہے کہ جس کے لئے بڑے بڑے مجلدات بھی احاطہ نہین کر سکتے اور نہ اس امر کے شرح کرنیکے لئے میری اوقات مین اس قدر گنجایش ہی۔ لہذا اس وقت تو ایک وصیت اور قانون پر قناعت کر چنانچہ وصیت یہہ ہے کہ تو اپنی زبان کو اہل قبلہ سے حتی الامکان ہشیار رکھ جب تک کہ وہ بغیر کسی مناقضت کے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کے قایل ہین اسلئے کہ بہرحال تکفیر کا حکم خطرہ سے خالی نہین اور سکوت مین کوئی خطرہ نہین اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا مناقض امر یہہ ہے کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی عذر سے یا سواے عذر کے جھوٹ کا بولنا جایز رکہین ایک قانون یہہ ہے کہ تو جان کیونکہ جو امور کہ نظر اور اجتہاد سے تعلق رکھتے ہین وہ دو قسم ہین ایک قسم تو وہ ہے کہ جو اصول عقاید سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا قسم وہ جو فروعات سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ایمان کے تین اصول ہین اللہ اور رسول اور روز آخرت سے ایمان لانا اور اسکے ماسواے کل فروعات سے ہین۔

اور جان تو کہ اصل امامت اور اسکے تعین اور اس کے شروط اور اسکے متعلقات مین خطا کا ہونا انمین سے کوئی شخص بھی تکفیر کو واجب نہین کرتے چنانچہ ابن کیسان نے اصل وجوب امامت کا انکار کیا حالانکہ اوس کی تکفیر لازم نہین ہے۔ اور وہ قوم[1] کہ جو امر امامت کو معظم جانتی ہے اور امام سے ایمان رکھنے کو اللہ اور رسول سے ایمان رکھنے کے مقارن جانتی ہے اور نیز وہ قوم کہ جو ان کے مخالف ہے

[1] ہان یہہ درست ہے مگر جو لوگ کہ امام کو اس قدر معظم بنا دیوین کہ درجہ حلول اور تشبیہ تک پہونچا دین جیسے کہ شیعہ غالیہ کا مذہب ہے تو یہہ امر بیشک کفر ہے ۱۲ مترجم

اوران کے اس مجرد مذہب امامت سے انکی تکفیر کرتی ہے ہرگز التفات کے قابل نہین - اور یہہ کل فضول گوئی ہے اسلئے کہ تعظیم امرامامت اور خدا اور رسول سے امام کو مقرون کرنے مین کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہرگز لازم نہین آتی اور جہان کہین کہ تکذیب پائی جاوے تکفیر واجب ہے اگرچہ فروعات مین ہو۔ پس اگر[۱]

[۱] یہہ اعتقاد فرقہ مرجیہ مین سے غسان بن کوفی کا ہے اوسکا زعم ہے کہ اگر کوئی شخص یہہ کہے کہ بالتحقیق اللہ تعالی نے خنزیر کو حرام کہا ہے لیکن مین نہین جانتا کہ آیا وہ خنزیر کہ جس کو حرام کہا گیا ہے وہی بکری ہے یا غیر اسکا تو وہ شخص مومن ہے اور اگر کہے کہ اللہ تعالی نے کعبہ کا حج فرض تو کہا ہے لیکن مین نہین جانتا کہ وہ کعبہ کہان ہے شاید ہند مین ہو تو یہہ شخص اوس کے نزدیک مومن ہے اور غسان کا مقصود اسکے ذکر کرنے سے یہہ ہے کہ ایسے اعتقادات کو ایمان سے کوئی تعلق نہین نہ یہہ کہ وہ ان امور مین شک رکھتا ہے اسلئے کہ کوئی عقلمند اپنی عقل سے مجاز نہین کہ وہ جہت کعبہ مین شک کرتا ہو اور ہر عقل والے کے نزدیک بکری اور خنزیر مین فرق ظاہر ہے عبد الکریم شہرستانی کتاب الملل مین لکہتا ہے کہ عجیب امر ہے کہ غسان بن کوفی اس مذہب کو امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کیا کرتا تھا اور امام صاحب کو فرقہ مرجیہ مین سے شمار کیا کرتا تھا مگر مین امید کرتا ہون کہ غسان نے جھوٹ کہا شاید ابی حنیفہ رح اور اصحاب

کوئی شخص مثلاً یہ کہے کہ جو گھر کہ مکہ میں ہے یہ وہ کعبہ نہین کہ جس کے حج کے لئے اللہ تعالیٰ نے امر کیا ہے تو یہ کفر ہو گا۔

ابی حنیفہ رح کو مرجیہ سنت کہا جاتا تھا اور اکثر اصحاب مقالات نے ابی حنیفہ رح کو مرجیہ مین سے شمار کیا لیکن سبب اصلی اسکا یہ ہے کہ چونکہ امام ابوحنیفہ رح کہا کرتے تھے کہ ایمان فقط تصدیق قلبی ہے اور اوس مین نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ نقصان لہذا ان لوگون نے ظن کر لیا کہ ابوحنیفہ رح اعمال کو ایمان سے مؤخر جانتے ہین حالانکہ ابوحنیفہ رح عامل ہوتے ہوئے ترک عمل کا فتوی کیون کر دیسکتے تھے اور اسکا ایک دوسرا سبب بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رح فرقہ قدریہ اور معتزلہ سے کہ جو صدر اول مین ظاہر ہوئی مخالفت کیا کرتے تھے اور معتزلہ کی ہر اوس شخص کو کہ جو قدر کے مسئلہ مین اونکا خلاف کرتا تھا مرجیہ کے لقب سے پکارتے تھے اور اسیطرح فرقہ وعیدیہ کا بھی یہی حال تھا اور بعید نہین کہ یہ لقب امام ابوحنیفہ رح کو ان دونون مخالف فرقون کی جانب سے لازم ہوا ہو اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا غنیۃ الطالبین مین امام صاحب کے بعض اصحاب کو مرجیہ مین سے شمار کرنا اس امر کے لئے صاف دلیل ہے کہ امام صاحب مرجیہ مین سے نہین تھے لیکن چونکہ غنیہ مین یہہ نہین بتلایا گیا کہ وہ بعض کون ہین اس لئے اس نقل مین بھی شبہہ پایا جاتا ہی لہذا ابن جوزی و خطیب بغدادی کا قول بھی وہ دو ۱۲ مترجم

اسلئے کہ بطریق تواتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے برخلاف ثابت ہوچکا ہے اور اگر وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کا کہ جو اس گھر کی نسبت اونہون نے دی ہی کہ یہہ وہی کعبہ ہے انکار کرے تو اوس شخص کا انکار سودمند نہوگا بلکہ اوسکے اس انکار سے قطعی طور پر معلوم ہوجائیگا کہ وہ شخص اپنے اس انکار مین عناد کر رہا ہے ہان اگر وہ شخص تھوڑے زمانہ سے مسلمان ہوا ہو اور اوس کو اس امر کا تواتر نہ حاصل ہوا ہو تو اوس کو معذور سمجھا جاویگا۔ اور اسیطرح جو شخص کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی طرف فاحشہ ہونے کی نسبت کرے[1] حالانکہ قرآن کریم اوسکی پاکی اور عصمت مین نازل ہوچکا ہی تو وہ شخص کافر ہے اسلئے کہ یہہ امر اور اوس کے مثل بغیر تکذیب اور انکار تواتر کے صادر نہین ہوسکتا۔ اور انسان جب کہ تواتر کا انکار کرتا ہے تو فقط اپنی زبان سے انکار کرتا ہے لیکن ممکن نہین کہ اوسکو

---

[1] جیسے کہ شیعہ بدکردار منافقین کی اتباع سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی طرف نسبت کرتے ہین حالانکہ سورہ نور مین اللہ تعالی نے حضرت عائشہ صدیقہ کی نسبت عصمت کا بیان فرمایا ہے اور افترا کرنیوالون کو ملعون بتایا ہی کہ ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المؤمنات لعنوا فی الدنیا والاخرة ولهم عذاب عظیم یوم تشهد علیهم السنتهم وایدیهم وارجلهم بما کانوا یعملون الایہ ۱۲ مترجم

اپنے دل سے بھی بھلا دیوے ہان اگر ایسے امر کا انکار کرتا ہی کہ جسکا
ثبوت اخبار احاد سے ہے تو اوس سے کفر لازم نہین ہوتا۔ اور اگر
ایسے امر کا انکار کرے کہ جس کا ثبوت اجماع سے ہے تو یہہ امر
غور طلب ہے اسلئے کہ اجماع کے حجت ہونے کی معرفت مین
اختلاف ہے۔ پس یہہ حکم فروعات کا ہے۔ لیکن اصول ثلثہ
کا حکم یہہ ہے کہ ہر وہ امر کہ جو فی نفسہ تاویل کا احتمال نہین رکھتا
اور اسکی نقل تواتر سے ہے اور یہہ بھی متصور نہین کہ اوس کے
خلاف پر کوئی برہان قایم ہو تو ایسے امر کی مخالفت تکذیب محض ہے
اور مثال اسکی وہ ہے جو ہم نے ذکر کی ہے جیسے حشر اجساد اور
بہشت اور دوزخ اور اللہ تعالی کا کل تفصیلی امور پر احاطہ علمی۔ اور
جس امر مین کہ تاویل کا احتمال ہو گو مجاز بعید سے کیون نہو تو اوسکے
برہان کی طرف نظر کیجاتی ہے پس اگر برہان قاطع ہو تو اوس کا کھنا
واجب ہی لیکن اگر اوسکے اظہار سے عوام کو بسبب اون کے
قصور فہم کے ضرر ہوتا ہو تو اوسکا اظہار کرنا بدعت ہے۔ اور اگر
ایسا برہان قاطع نہین کہ جس کے ذریعہ اوس امر سے دین مین ضرر
کا واقع ہونا معلوم ہوتا ہو جیسے معتزلہ[1] کا باری تعالی کی رویت کا انکار تو

[1] اشاعرہ کا مذہب ہے کہ اللہ تعالی کا آخرت مین دکھائی دینا صحیح ہے آمدی کا قول ہی کہ

یہہ بدعت ہی لیکن کفر نہین مگر وہ امر کہ جس سے دین مین ضرر کا ہونا ظاہر
ہوتا ہے اور اس باعث سے وہ محل اجتہاد مین واقع ہوتا ہے تو

کہ ہم کل اس امر پر متفق ہین کہ اللہ تعالے کی رویت دنیا اور آخرت مین عقلاً جایز ہے لیکن
اس امر مین اختلاف ہے کہ آیا دنیا مین بھی اللہ تعالی کا دکھائی دینا سمعاً جایز ہی یا نہین
چنانچہ بعض نے دلیل قرآنی سے اسکا اثبات کیا اور کہا کہ موسی علیہ السلام کا سوال کہ
رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ یہی جواز رویت کی دلیل ہے اسلئے کہ اگر اللہ تعالی کا دکھائی دینا
دنیا مین منع ہوتا تو حضرت موسیٰ کبھی اس کا سوال نہ کرتے اسلئے کہ عاقل آدمی امر محال کا
سوال نہین کرتا اور جاہل کا منصب نہین کہ وہ نبی کریم ہو ۔ اور نیز اللہ تعالی نے اس رویت
کو استقرار جبل کے ساتھ معلق کیا حالانکہ استقرار جبل کا فی نفسہ ممکن ہے اور بعض نے
اسکا انکار کیا پھر اس امر مین اختلاف ہی کہ آیا اللہ تعالی کا خواب مین دکھائی دینا جایز ہے
یا نہین بعض کا قول ہے کہ جائز نہین اور بعض کہتے ہین کہ جایز ہے اور حق یہہ ہے کہ اس
رویا سے کوئی امر مانع نہین اگرچہ یہہ رویا حقیقتہً نہین چنانچہ یہی مذہب امام غزالی رح
کا ہے امام صاحب فرماتے ہین کہ مثل اور مثال مین فرق ہے مثل ممتنع ہے اور مثال
ممتنع نہین ہے جیسے کہ حدیث قدسی مین ہی کہ ان اللہ خلق ادم علی صورتہ
تو مثال کا دکھائی دینا ممکن ہے جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھائی دینا اور
ہمارے درمیان خلاف نہین کہ باری تعالی کی ذات آخرت مین دکھائی جاویگی اور
معتزلہ خوی الہواس کے سلئے اس کا جایز ہونا منع کہتے ہین اور انہون نے بہت سے دلائل

اوس سے تکفیر اور عدم تکفیر دونون کا احتمال ہے اور اسی جنس مین سے وہ امر ہے کہ جس کو بعض تصوف کے مدعی دعوے کرتے ہین کہ اون کی حالت اللہ تعالی کے نزدیک ایسی ہوگئی ہے کہ جس سے نماز اونسے ساقط ہوگئی ہے اور مسکرات کا پینا اور معاصی کا ارتکاب اور بادشاہونکا مال کھانا حلال ہوگیا ہے تو ایسے شخص کے وجوب قتل مین کوئی شک نہین گو خلود نار کا حکم اوس کے حق مین غور طلب ہے اور ایسے ایک شخص کا قتل کرنا سو کافر کے قتل سے افضل ہے اسلئے کہ ایسے شخص کا وجود دین مین عظیم الضرر ہے اور اوس کے ہونے سے ایک دروازہ اباحت کا اس طرح پر کھل جاتا ہے کہ پھر بند ہونا اوس کا دشوار ہے ۔ اور نیز اس کا ضرر اوس شخص کے ضرر سے زیادہ ہے کہ جو مطلقاً صوم وصلوۃ کی اباحت کا قائل ہے اسلئے کہ اس شخص سے بسبب اس کے ظہور کفر کے ہر کوئی نفرت کریگا اور کوئی بھی اسکی طرف کان نہین لگائیگا ۔ لیکن وہ شخص جو اپنا درجہ قرب اس حد تک پہونچاتا ہے کہ صوم وصلوۃ کو اوس سے ساقط

عقلیہ اس بارہ مین پیش کئے ہین ہمارے لئے اللہ تعالی کا یہ قول دلیل ہو کہ وجوہ یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة ۔ وسیرون ربکم یوم القیامة اور اس مسئلہ کی بحث شرح مواقف مین بہت بسط کے ساتھ ہے کہ جس کا ذکر یہان پر طوالت کو چاہتا ہے مثل جسم

جانتا ہی تو وہ شخص گویا شریعت کو شریعت سے مٹاتا ہے اور زعم
کرتا ہے کہ اوس نے فقط تکلیفات عامہ کی تخصیص اونہین لوگون کے
ساتھہ کی ہے کہ جو اوسکے مرتبہ تک نہین پہونچے اور کبھی زعم
کرتا ہے کہ وہ بظاہر تو دنیا سے ملا ہوا اور گناہون سے مقارن ہی
لیکن باطن مین ان سب سے بری ہے اور یہان تک اسکی مشنوائی
کرتا ہے کہ ہر فاسق کو اپنی حالت کی مثل پر دعوت دیتا ہی اور شریعت
کی رسّی اوس سے کھولتا ہی اور تجھے یہ گمان کرنا لائق نہین کہ تکفیر اور
عدم تکفیر کا ادراک ہر مقام مین ہوسکتا ہے بلکہ تکفیر ایک ایسا حکم
شرعی ہے کہ جسکا مرجع اور مآل مال کی اباحت اور خون کے بہانے
اور خلود نار کی طرف ہے پس تکفیر کا ماخذ باقی احکام شرعیہ کے ماخذ کی
مثل کبھی تو یقین کے ساتھہ ادراک کیا جاتا ہے اور کبھی ظن غالب کے
ساتھہ اور کبھی تردد کے ساتھہ اور جہان کہین کہ تردد پایا جاوے
وہان تکفیر مین توقف کرنا سب سے بہتر ہے اور تکفیر کی طرف جلدی کرنا
اون طبائع مین غالب ہوتا ہے کہ جن مین جہالت کا وجود غالب ہوتا ہی
اور ایک دوسرے قاعدہ سے بھی تنبیہ کرنی ضرور ہے اور وہ یہ ہے
کہ مخالف کبھی نص متواتر کی مخالفت کرتا ہے اور زعم کرتا ہی کہ وہ ماؤل
ہے اور باوجود اسکے اوسکی اس تاویل کے لئے قریب یا بعید کا کوئی

محل نہین تو یہ کفر صریح ہے اور تاویل کرنے والا مکذب ہے گو اپنے کو زعم کرتا ہے کہ وہ تاویل کر رہا ہے۔ اور مثال اسکی جیسے تونے بعض فرقہ باطنیہ کی کلام مین دیکھا ہے کہ وہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے واحد اس اعتبار سے ہے کہ وہ غیر کو وحدت عطا کرتا ہے اور وحدت کا خالق ہے اور اسی طرح اللہ تعالی کا عالم ہونا اس اعتبار سے ہے کہ وہ غیر کو علم عطا کرتا ہے اور اللہ تعالی کا موجود ہونا اس اعتبار سے ہے کہ وہ غیر کو ایجاد کرتا ہے اور یہ معنی نہین کہ اللہ تعالے فی نفسہ واحد یا موجود یا عالم ہے باین معنی کہ وہ ان صفات کے ساتھ متصف ہے حالانکہ یہ کفر صریح ہے اسلئے کہ وحدت کو ایجاد وحدت پر حمل کرنا کسی قسم کی تاویل نہین اور نہ عرب کی لغت اس معنی کیلئے حامل ہے اور اگر وحدت کا خالق اسلئے واحد ہوتا کہ اوس نے وحدت کو پیدا کیا ہے تو لازم ہوتا کہ ایسے خالق کو تین اور چار بھی بولا جاتا اسلئے کہ اوس نے اعداد کو بھی پیدا کیا ہے۔ پس ان مقالات کی مثالین محض تکذیبات ہین کہ جنکی تعبیر تاویلات سے کیجاتی ہے۔

فصل

تونے ان تفہیمات سے معلوم کرلیا ہے کہ تکفیر کا تعلق کئی ایک امور سے ہے پہلا امر یہ کہ اس امر مین نظر کرنی چاہئے کہ جو نص شرعی کہ اپنی ظاہر سے

عدول کیگئی ہے کیا اوس مین تاویل کا احتمال ہے یا نہین اور اگر اوسمین
تاویل کا احتمال ہے توکیا یہہ تاویل قریب ہے یا بعید۔ اور قابل تاویل
اور غیر قابل تاویل نص کی معرفت کوئی آسان امر نہین ہے بلکہ اسمین
وہی شخص مشغل رکھسکتا ہے کہ جو علم لغت مین ماہر اور حاذق اور
اصول لغت کا عارف ہو اور باوجود اسکے پھر استعارات اور مجازات
مین اون الفاظ کے طریقہ استعمال اور امثال کے بیان کرنے
مین عرب کی عادت اور عرف کا بھی ماہر اور عارف ہو۔ دوسرا
امر یہہ ہی کہ آیا وہ نص کہ جسکا ظاہر ترک کیا گیا ہے کیا بطریقہ تواتر ثابت
ہے یا بطریقہ احاد یا فقط اجماع سے ہے پس اگر اوسکا ثبوت
بطریقہ تواتر ہے توکیا بشرط تواتر ہے یا نہین اسلیئے کہ بسا اوقات
مستفیض آدمی نص مستفاض کو متواتر گمان کرتا ہے حالانکہ تواتر کی
تعریف یہہ ہے کہ جس مین شک کا ہونا ممکن نہو جیسے انبیا علیہم السلام
اور بلاد مشہورہ وغیرہ کے وجود کا علم اسلیئے کہ انکے وجود کا علم
ہر عصر مین زمانہ نبوت تک اس طرح متواتر رہا ہے کہ ہرگز یہہ امر متصور
نہین ہے کہ کسی زمانہ مین عدد تواتر مین نقصان ہوا ہو اور تواتر کی بھی
شرط ہے کہ اس امر کا اوس مین احتمال بھی نہو جیسے کہ قرآن کریم کے
بارہ مین ہے لیکن غیر قرآن کے بارہ مین تواتر کا ادراک نہایت غامض

اور گھراسے ہے اور اسکے ادراک کے سلئے بجز اون لوگون کے کسی دوسری
کو اشتغال جایز نہین کہ جو کتب تواریخ اور گزشتہ زمانون کے
احوال اور کتب احادیث اور احوال رجال احادیث اور نقل مقالات
مین اون کے اغراض سے بحث کرتے ہین اسلئے کہ کبھی ہر عصر
مین تواتر کا عدد پایا جاتا ہے لیکن اوس سے علم کا حصول نہین ہوتا
اسلئے کہ یہہ امر متصور ہے کہ ایک جماعت کثیرہ کو باہم توافق کرنے
مین کسی قسم کا رابطہ ہو علی الخصوص جب کہ اہل مذاہب کے درمیان تعصب
ہو چنانچہ یہی وجہ ہے کہ تو رافضیون کو دیکھتا ہے کہ وہ علیؓ بن ابیطالب
رضی اللہ عنہ کے حق مین امامت کی نسبت نص کا دعوی کرتے ہین
باین اعتبار کہ یہہ نص اون کے نزدیک متواتر ہے حالانکہ اون کے مخالف
کے نزدیک بہت سی اشیا مین تواتر ثابت ہے برخلاف
اوس تواتر کے کہ جو رافضیون کے نزدیک ہے اسلئے کہ رافضیون
کو جھوٹی اور بناوٹی باتون کی اشاعت کرنی مین باہم نہایت
سخت موافقت ہوتی ہے۔ لیکن وہ نص کہ جسکا استناد

سلہ یہی پہلا مسئلہ ہے کہ جس نے اہل سنت اور شیعہ اسلام مین دو متقابل اور متضاد فرقے بنا دئے جسکی تشریح کتب تواریخ خصوصاً تاریخ محب طبری اور حبیب السیر وغیرہ مین مشرح ہے اور ہم نے بھی اسکی تشریح مین ایک مستقل رسالہ لکھا ہے کہ جو انشاء اللہ تعالی بمقتضائے کل امر مرہون باوقاتہا تا یرد خود طبع ہو کر شایع ہوگا مترجم

اجماع کی طرف ہے اوسکا ادراک نہائیت ہی گھرا ہے اسلئے
کہ اوس کی شرط ہے کہ تمام اہل اجتہاد ایک ہی خطہ مین جمع
ہون اور پھر صریح لفظ کے ساتھ ایک امر پر اتفاق کرین اور
پھر ایک قوم کے نزدیک یہہ ہی کہ وہ اہل اجتہاد اوس امر
متفق علیہ پر ایک مدت تک قائم رہین اور دوسری قوم کے
نزدیک یہہ ہے کہ اوس عصر کے ختم ہونے تک اوس امر
متفق علیہ پر عمل کرین - اور یا اوسکی یہہ شرط ہے کہ امام وقت
کل اہل اجتہاد کے ساتھ اطراف مین خط وکتابت کر کے
اون کے فتاوے ایک ہی عصر مین جمع کرے اس طرح پر
کہ اون کے اقوال مین صریح الفاظ سے اتفاق ہوتا کہ اوس سے
رجوع کرنا ممکن نہوا ور بعد اوس کے خلاف نہو سکے پھر اس امر
مین نظر ہے کہ آیا جو شخص کہ بعد اتفاق کے مخالفت کرے کیا
اوس کی تکفیر ہوسکتی ہے یا نہین اسلئے کہ بعض آدمیون کا
قول ہے کہ جب کہ وقت اتفاق مین بھی مخالفت کا ہونا جایز ہی
اور پھر اون کو موافقت پر لایا جاتا ہے تو یہہ ممتنع نہین کہ بعد
اتفاق کے کوئی اونین سے اختلاف کرے لہذا یہہ بھی ایک امر
غامض ہے - تیسرا امر یہہ ہے کہ اس امر مین نظر کرنی چاہیے

کہ آیا صاحب مقالہ کے نزدیک خبر کا ثبوت تواتر سے ہوا ہے
کہ یا اوس کو اجماع پہونچا ہے اسلیئے کہ ہر وہ شخص کہ کسی خبر کی تاویل
کرتا ہے یہہ ضروری نہین کہ اوس کے نزدیک امور ماوّلہ کا ثبوت
تواتر سے ہو یا اجماع کے مقامات اوسکے نزدیک خلاف کے
مواقع سے ممتاز ہون بلکہ وہ شخص ان امور کا ادراک بتدریج
کرتا ہے اور وہ سلف کی اُن کتابون کے مطالعہ سے اس امر
کی معرفت حاصل کرتا ہی کہ جو اختلاف اور اجماع کے بیان
مین تصنیف کی گئی ہین پھر ایک یا دو تصنیفات کے مطالعہ سے
یہہ امر حاصل نہین ہوتا اسلیئے کہ اس قدر سے اجماع کا تواتر
حاصل نہین ہوتا چنانچہ ابوبکر فارسی نے اجماع کے مسائل مین
ایک کتاب تصنیف کی اور اوس کے اکثر مسائل اجماعیہ کا انکار
کیا گیا اور بعض مسائل مین اہل علم نے مخالفت کی۔ پس اسصورت
مین جو شخص کہ اجماع کی مخالفت کرے حالانکہ ابھی اوس کے
نزدیک اس کا ثبوت نہین ہے تو وہ شخص جاہل خطا کن ہے
مکذّب نہین لہذا اوس کی تکفیر بھی ممکن نہین اور اس امر کی تحقیق کی
معرفت مین اشتغال رکہنا کوئی آسان امر نہین۔ **چوتھا**
امر اوس دلیل کے بیان مین کہ جو تاویل کرنے والے کے سلئے مخالفت

ظاہر کی باعث ہی کہ آیا وہ دلیل شرط برہان کے موافق ہی
یا نہین - اور شروط برہان کی معرفت کی شرح بغیر بڑی مجلدات
کے ممکن نہین اور وہ جو ہم نے کتاب قسطاس مستقیم اور کتاب محک النظر
مین ذکر کیا ہے فقط ایک نمونہ ہے - اور اس زمانہ کے اکثر فقہا
کی طبیعت پوری طور پر شروط برہان کے سمجھنے سے رُکتی ہے
حالانکہ اس کا سمجھنا ضروری امر ہے اسلئے کہ اگر برہان قطعی ہو تو
تاویل کرنے مین رخصت ہی اگرچہ وجہ تاویل بعید کیون نہو اور اگر
برہان قطعی نہو تو بغیر ایسی تاویل قریب کے جو قریب الفہم ہی رخصت
نہین - پانچوان امر اس امر کے بیان کرنے مین کہ آیا اوس مقالہ
کا ذکر کہ جو اہل تاویل کے نزدیک ہی کیا دین مین اوس کا ضرر
عظیم ہے یا نہین اسلئے کہ جس مقالہ کا ضرر دین مین عظیم ہو تو
اوس مین ایک قسم کی آسانی ہے گو وہ قول بُرا اور ظاہر البطلان
کیون نہو جیسے اوس شخص کا قول کہ جو امام کے انتظار مین ہے
کہ امام سرداب مین چھپا ہوا ہے اور وہ شخص امام کے
نکلنے کا منتظر ہے اسلئے کہ یہہ قول صریح جھوٹ اور نہائیت بُرا ہے
لیکن اسکا ضرر دین مین کچھ نہین بلکہ اس کا ضرر اوسی احمق پر ہے
کہ جو امام کے نکلنے کا منتظر کھڑا ہے اسلئے کہ وہ ہر روز شہر سے

امام کے استقبال کے لئے باہر نکلتا ہی تا کہ امام شہر مین داخل ہو لیکن وہ شخص نا امید ہو کر اپنے گھر کے طرف واپس جاتا ہی پس یہ ایک مثال ہی لیکن مقصود اس سے یہ ہے کہ ہر بیہودہ گوئی سے گو وہ ظاہر البطلان کیون نہین قائل کی تکفیر نہین چاہیئے۔ پس جسوقت تونے سمجھ لیا کہ تکفیر کے امر مین نظر کرنا اون تمام مقامات پر موقوف ہے کہ جن کے احاد پر دلیرون کو بھی استقلالی نہین تو اسوقت تونے جان لیا کہ جو شخص اوس شخص کی تکفیر کے لئے جلدی کرتا ہی کہ جس نے اشعری یا غیر اشعری کی مخالفت کی ہے وہ ایک جاہل مفتری ہے اور کیونکر ایک فقیہ شخص فقط فقہ دانی سے اس امر عظیم کے لئے استقلال کر سکتا ہے اور وہ ان علوم کو فقہ کی کونسی جیوکھائی مین پاویگا۔ لیکن جس تو ایسے فقیہ شخص کو کہ جس کی بضاعت مجرد فقہ ہے تکفیر اور تضلیل مین خوض کرتے دیکھے تو تو ایسے فقیہ سے اعراض اور روگردانی کر اور اپنے دل اور زبان کو اوس کے ساتھ مشغول نکر اسلئے کہ دعوی علوم کا ایک ایسا طبعی امر ہے کہ جاہلون کو اوس سے صبر نہین ہو سکتا اور اسی وجہ سے آدمیون کے درمیان خلافات بڑہے ہین اور اگر جو شخص کہ نہین جانتا خاموش رہتا تو ہرگز اس قدر خلافات مخلوقات مین نہ پہلیتی۔

فصل

سب سے زیادہ غلو اور فضولی کرنے والا فرقہ متکلمین کا ایک طائفہ ہی
کہ جنہون نے عام مسلمانون کی تکفیر کی اور انہون نے زعم کرلیا
کہ جو شخص کہ ہمارے مثل علم کلام کو نہین جانتا اور عقاید شرعیہ
کو اون دلیلون کے ساتھ نہین جانتا کہ جو ہم نے تحریر کی ہین
وہ کافر ہے پس ان لوگون سب نے پہلے اللہ تعالی کی وسیع رحمت
کو اوس کے بندون پر تنگ کردیا اور جنت کو متکلمین مین سے ایک
جماعت قلیلہ پر وقف کردیا اور ثانیاً اونہون نے سنت متواترہ
کو بہلا دیا اسلئے کہ عصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عصر صحابۂ
کرام رضوان اللہ علیہم سے اون پر ظاہر ہے کہ اونہون نے عرب کے
اون بدوی طائفون کے اسلام پر حکم کیا کہ جو بتون کی عبادت
مین مشغول رہتے تھے اور اونہون نے اون بدویون کو دلیل کے
جاننے کے لئے مشغول نکیا اور اگر وہ بدوی لتعلیم دلیل کے لئے
مشغول بھی ہوتے تو بھی اوس کو سمجھ نہ سکتے اور جو شخص یہ ظن کرتا ہے
کہ ایمان کا ماخذ علم کلام اور مجرد دلیلین اور وہ تقسیمات ہین کہ جو علم
کلام مین مترتب ہین تو وہ شخص راہ راست سے بہت دور ہی بلکہ ایمان
ایک ایسا نور ہے کہ اوس کو اللہ تعالی اپنے بندہ کے دل مین بطور

عطیہ اور ہدیہ کے کبھی تو ایک ایسی باطنی تنبیہ کے ذریعہ سے القا
کرتا ہے کہ جس کی تعبیر ممکن نہین اور کبھی بذریعہ خواب کے دیکھنے کے
اور کبھی کسی دیندار آدمی کے حال کے مشاہدہ اور اوسکی صحبت اور
مجالست کے ذریعہ سے اوسکی طرف نور ایمان کی سرایت ہوتی
ہے اور کبھی قرینہ حال کے ذریعہ سے چنانچہ ایک اعرابی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف انکار کی حالت مین آیا پس جب کہ اوس
اعرابی کی نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی چہرہ پر پڑی
اور اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر انوار نبوت
کو چمکتے ہوئے دیکھا تو بے اختیار بول اوٹھا کہ واللہ ماھذا
بوجہ کذاب یعنے خدا کی قسم یہہ موںھ جھوٹ بولنے والا نہین اور
اوسی وقت اوس اعرابی نے سوال کیا کہ اوس کو اسلام کی
تعلیم کیجاوے۔ اور ایک دوسرا اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین تجھسے پوچھتا
ہون کہ کیا تجھے اللہ تعالی اسنے نبی بناکر مبعوث کیا ہی؟ تو آنحضرت علیہ السلام
نے فرمایا کہ ہان اللہ کی قسم مجھے اللہ نے نبی بناکر مبعوث کیا ہے
تو وہ اعرابی آنحضرت کی اس قسم کی تصدیق کرکے مسلمان ہوگیا اور
اوس کے امثال بے شمار ہین حالانکہ اون مین سے کوئی بھی علم کلام

مین مشغول نہوا اور نہ دلیلون کے سیکھنے مین بلکہ ایسے ہی قرینون سے
اسلام کے نور نے اونکے دلون مین سفید چمک دی پس اے میری
دانش یہہ کب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم
سے منقول ہے کہ انہون نے اعرابی کو حاضر کیا اور وہ اسلام لایا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس اعرابی کو عالم کے محدث
ہونے پر یہہ دلیل بتائی کہ عالم حوادث اور اعراض سے خالی
نہین اور جو شئی کہ حوادث سے خالی نہین پس وہ حادث ہے
اور اللہ تعالی علم کے ساتھ عالم اور ایسی قدرت کے ساتھ قادر ہے
کہ جو اوسکی ذات پر زائد اور نہ یہہ وہ ہے اور نہ وہ یہہ اور اسیطرح
متکلمین کے رسومات بہی اور مین فقط یہی نہین کہتا کہ فقط یہی الفاظ
منقول نہین بلکہ کوی دوسرا ایسا لفظ بہی منقول نہین کہ جس سے
ان الفاظ کے معانی پیدا ہوتے ہون بلکہ کوئی معرکہ بجز اسکے فتح نہین
ہوتا تہا کہ تلوارون کے سایہ کے نیچے کئی جوانمرد بدوی ہوتے
تہے۔ اور قیدیون کی جماعت قریب یا بعید زمانہ کے بعد ایک
بعد ایک کے اسلام لاتے تہے اوس وقت انکی یہہ حالت ہوتی تہی
کہ کلمۂ شہادت اونکو پڑہانے کے بعد نماز اور زکوۃ کی تعلیم
دیجاتی تہی اور اسکے بعد اونکو اپنے اپنے پیشہ کے لئے رخصت

دیکھائی تھی خواہ وہ پیشہ بکریون کا چرانا یا کوئی دوسرا اسی قسم کا
ہوتا تھا۔ہان مین اس امر کا انکار نہین کرتا کہ متکلمین کا ادلہ کو ذکر
کرنا بعض آدمیون کے حق مین ایمان کے لئے ایک سبب ہے لیکن
ایمان کا حصول فقط انہین ادلۂ متکلمین پر موقوف نہین اور یہہ بھی
ایک نادر طور پر ہے بلکہ سب سے نفعمند وہ کلام ہے کہ جو معرض
وعظ مین جاری ہو جیسے کہ قرآن کریم اس معنی پر مشتمل ہے
مگر جو کلام کہ طریقہ متکلمین پر تحریر کیا گیا ہے اوس سے یہہ پایا جاتا ہے
کہ وہ بطریق جدال کے ہے تاکہ عامی لوگ اوس سے عاجز ہوجاوین
نہ اسلئے کہ وہ فی نفسہ حق ہے۔اور بعض اوقات ایسا کلام
عامی کے حق مین عناد قلبی کے استحکام کا وسیلہ بنجاتا ہے
اور یہی وجہ ہے کہ تو نے کبھی متکلمین یا فقہا کی مجلس مناظرہ کو نہین
دیکھا کہ جس مین کوئی شخص اعتزال یا بدعت سے تائب ہوا ہو
یا شافعی رح کے مذہب سے ابی حنیفہ رح کے مذہب کی طرف یا
بالعکس انتقال کیا ہو حالانکہ ان انتقالات کے اسباب دوسرے
ہین یہان تک کہ تلوار کی ساتھ مقاتلہ بھی ایک سبب ہے اور یہی وجہ ہے
کہ سلف نے دعوت اسلام مین ایسے مجادلات کو عادت نہین
بنایا بلکہ اونہون نے علم کلام مین خوض کرنے والے اور بحث

اور سوال مین شغل رکھنے والے کو تشدید کی - اور جبکہ ہم نے مدہنت کو چھوڑا اور کسی جانب کی رعایت نہ کی لہذا ہم نے تصریح کردی ہے کہ علم کلام مین بجز دو شخصون کے کسی تیسرے کو خوض کرنا حرام ہے ایک وہ شخص ہے کہ جسکو کوئی ایسا شبہ واقع ہوا ہی کہ جو اوس کے دل سے نہ قریب الفہم واعظانہ کلام سے دور ہوتا ہے اور نہ حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اس وقت جائز ہے کہ قول کلامی جو کہ علم کلام کے طریق پر مرتب ہے اوس شخص کے شبہ کے لئے دور کرنے والا اور اوسکی مرض کے لئے دوائی ہو پس ایسے شخص کے ساتھ قول کلامی کا استعمال جائز ہے تاکہ اوس شبہ اور اوس مرض سے نجات پاوے - لیکن ساتھ ہی اسکے واجب ہے کہ وہ تندرست کہ جس کو ایسے مرض نہین اوس کے کانون سے ایسے قول کو نگاہ رکھا جاوے اسلئے کہ احتمال ہی کہ اوس قول کے سننے سے اوس تندرست کے دل مین کسی شبہ کی حرکت ہو اور وہ اوس سے مریض ہو جاوے اور اعتقاد صحیح اور قطعی سے تنزل کر جاوے - اور دوسرا وہ شخص ہے کہ جسکا عقل کامل اور دین مین راسخ القدم اور انوار یقین سے ثابت الایمان ہی اور وہ خواہش کرتا ہے کہ اس صنعت کلامی کو حاصل کرے تاکہ وہ مریضون کے لئے

کہ جب اونکو کوئی شبہہ واقع ہووے وا کرے - اور جب کہ کوئی اہل بدعت ظاہر ہو تو اوس کو لاجواب کرے اور جب کوئی اہل بدعت کسی صحیح العقیدہ کے گمراہ کرنے کا قصد کرے تو وہ اوس کو اوس گمراہی سے بچاوے - پس علم کلام کا اس غرض سے حاصل کرنا فرض کفایہ سے ہی اور اس علم کا اوس مقدار پر حاصل کرنا کہ جس سے شک اور شبہہ دور ہو جاوے شک اور شبہہ والے شخص کے لئے فرض عین ہی لیکن اوس صورت مین کہ اوسکے قطعی اعتقاد کا اعادہ کسی دوسرے طریق سے ممکن نہو - اور حق صحیح یہہ ہے کہ جو شخص قطعی طور پر اعتقاد رکھتا ہے کہ جو کچھ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی طرف سے لائے ہین اور جو کچھ کہ قرآن کریم مین ہی حق ہے تو وہ شخص مومن ہی گو وہ شخص ان امور کی دلیلون سے آگاہ نہو بلکہ وہ ایمان کہ جو دلیل کلامی سے حاصل ہوتا ہے نہایت ضعیف اور ہر ایک شبہہ سے تزلزل کے کنارہ پر ہوتا ہے بلکہ ایمان محکم وہ ہے کہ جو عوام الناس کو زمانہ طفولیت مین تواتر سماع یا بعد از بلوغ ایسے قرائن سے حاصل ہوتا ہی کہ جن کی تعبیر ممکن نہین - اور ایمان کا پورا پورا محکم ہونا عبادت اور ذکر الہی کی ملازمت سے ہوتا ہی اسلئے کہ جس شخص

کو عبادت ظاہری حقیقت تقوی تک پہونچا دیتی ہی اور اوس کے
باطن کو کدورت دنیا سے پاک کر دیتی ہے تو اللہ تعالی کے مدام ذکر کی
ملازمت سے اوسکے لئے معرفت کے انوار جلوہ گر ہو جاتے
ہین اور وہ امور کہ جو اوس نے بطور تقلید کے اختیار کئے ہین اوسکے
نزدیک مثل معائنہ اور مشاہدہ کے ہو جاتے ہین اور یہی وہی حقیقت
معرفت کی ہی کہ جسکا حصول بغیر عقدہ اعتقاد کے حل ہونے
اور اللہ کے نور سے انشراح صدر کے ہونے کے ممکن نہین ہے
پس جس شخص کے لئے اللہ تعالی ہدایت چاہتا ہی تو اوس کے
سینہ کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہی اور وہ اللہ کے نور سے
پر ہو جاتا ہے جیسے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
شرح صدر کی معنی کا سوال کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ وہ ایک نور ہے کہ جو مومن کے دل مین ڈالا جاتا ہے
سائل نے پھر پوچھا کہ اوسکی کیا علامت ہی تو آنحضرت نے فرمایا کہ
دار غرور سے کنارہ کش ہونا اور دار خلود کی طرف مائل ہونا پس
اسی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اہل کلام کہ جو دنیا کی طرف مائل
اور اوس پر ہلاک ہوتا ہے اوسنے حقیقت معرفت کی حاصل
نہین کی اور اگر اسکو حاصل کرتا تو وہ قطعاً دار غرور سے کنارہ کش ہوتا

فصل

شاید تو کہیگا کہ تکفیر اور تکذیب کا ماخذ خود نصوص شرعیہ ہین اور
شارع نے ہی رحمت الٰہی کو مخلوقات پر تنگ کیا ہے نہ کہ متکلم نے
اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالےٰ
قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کو فرماویگا کہ اے آدم اپنی اولاد
مین سے ایک تعداد کو آگ مین روانہ کر اس پر حضرت آدم عرض
کرینگے کہ اے رب کتنون مین سے کتنون کو روانہ کرون پھر
اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ ہر ایک ہزار مین سے نو سو ننانوین کو روانہ کر
اور نیز رسول علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ عنقریب میری اُمّت
تہتر پر چند فرقہ ہوجاویگی لیکن اونمین سے نجات پانے والا فرقہ
ایک ہی ہوگا - پس اسکا جواب یہہ ہے کہ حدیث پہلی بیشک
صحیح ہے لیکن اوس سے یہہ مراد نہین کہ وہ نو سو ننانوین آدمی
کفار رہونگے اور ہمیشہ دوزخ مین رہینگے بلکہ مراد یہہ ہے کہ اونمین
سے بعض کو آگ مین داخل کیا جاویگا اور بعض کو آگ کے سامنے
کیا جاویگا اور بعض کو گناہون کے انداز پر آگ مین چھوڑا جاویگا
اور گناہون سے بالکل معصوم اور پاک ہزار مین سے کوئی ایک ہی ہے
اور اسیواسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ وان منکم الا واردھا یعنی

تم مین سے کوئی ایسا نہین کہ جو آگ کی طرف ورود نہ کرے - پھر آگ
کی طرف روانہ ہونے سے وہ شخص مراد ہے کہ جو اپنے گناہون
کے عوض مین آگ کا مستحق ہے اور جائز ہے کہ شفاعت کے
ساتھ دوزخ کے راستہ سے لوٹایا جاوے جیسے کہ وسعت
رحمت کے نسبت اکثر احادیث وارد ہین اور اون کی تعداد شمار سے
زیادہ ہے چنانچہ ایک اون مین سے وہ حدیث ہے کہ جو حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اونہون نے فرمایا ہے
کہ مین نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا اور مین نے
جستجو کی اور دیکھا کہ ایک آب نوشی کے مکان مین نماز پڑھ رہے
ہین اور اُنکے سر مبارک پر تین انوار ہین پس جب کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو ادا کر چکے تو فرمانے لگے کہ تیرا کیا کام ہے
اور یہ کون ہے مین نے عرض کی کہ مین عائشہ ہون یا رسول اللہ
تو پھر آنحضرت نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا تو نے ان تینون انوار
کو دیکھا ہے مین نے عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ تو پھر آنحضرت
نے فرمایا کہ میرے رب کے طرف سے آنیوالا میرے پاس آیا اور اوسنے
مجھے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ میری امت مین سے ستر ہزار
آدمیون کو بغیر حساب اور عذاب کے جنت مین داخل کریگا - پھر وہی

آنیوالا دوسرے نور مین آیا اور اوس نے بشارت دی کہ ستر ہزار کے ہر واحد کے بجاے ستر ستر ہزار کو بغیر حساب اور عذاب کے جنت مین داخل کریگا - پھر وہی آنیوالا تیسرے نور مین آیا اور بشارت دی کہ بجاے ہر واحد ستر ہزار مضاعف کے ستر ستر ہزار کو بغیر حساب اور عذاب کے جنت مین داخل کریگا پس مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ تیری امت کی مقدار اور تعداد اس درجہ تک نہ ہوگی پھر آنحضرت نے فرمایا کہ انکا تکملہ اون اعراب سے کیا جاویگا کہ جو روزہ اور نماز کو ادا نہین کرتے - پس یہ اور مثل اوس کی جو اخبار کہ وسعت رحمت پر دلالت کرتی ہین بکثرت ہین اور یہ خاص کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مین ہے - لیکن[۱] مین کہتا ہون کہ اللہ تعالی کی رحمت واسعہ گزشتہ امتون مین سے بھی بہتون کو شامل ہوگی گو اون مین سے اکثرون کو آگ کے سامنے کیا جاویگا ایک لحظہ یا ایک ساعت کے لئے یا ایک مدت کے لئے تاکہ اون پر اطلاق کیا جاویگا کہ وہ آگ کی طرف روانہ کئے گئے بلکہ مین کہتا ہون کہ اس زمانہ مین جو روم اور ترک کے نصاری ہین اون کو بھی انشاء اللہ تعالی رحمت شامل ہوگی اور

[۱] یہ امام غزالی رحمتہ اللہ کا قول ہے -

مراد میری ان نصاریٰ سے وہ لوگ ہین کہ جو روم اور ترک کی آخیر جانب مین سکونت رکھتے ہین اور انکو دعوت اسلام کی نہین پہونچی اسلئے کہ یہہ لوگ تین قسم ہین ایک قسم تو وہ ہی کہ جنکو بالکل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بہی نہین پہونچا پس یہہ لوگ تو معذور ہین اور دوسرا قسم وہ ہی کہ جنکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک اور نعت شریف تو پہونچی ہے لیکن معجزات کا ظہور اونپر نہین ہوا اور یہہ وہ لوگ ہین کہ جو بلاد اسلام کے قرب وجوار مین ہین اور اون سے اختلاط رکھتے ہین اور یہہ لوگ کافر ہین کہ جو ہمیشہ دوزخ مین رہینگے اور تیسرا قسم ان دونون قسمون کے درمیان ہے کہ جنکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف تو پہونچا لیکن آنحضرت کی نعت اور صفت اون کو نہین پہونچی بلکہ اونہون نے طفولیت کے زمانہ سے سنا ہی کہ ایک جہوٹے اور مکار شخص نے کہ جس کا نام محمد ہے نبوت کا دعوی کیا جیسے کہ ہمارے لڑکے سنتے ہین کہ ایک جہوٹے شخص نے کہ جسکا نام مقنع کہا جاتا ہے نبوت کا جہوٹا دعوی کیا۔ پس یہہ لوگ میرے نزدیک قسم اول مین شمار کئے جاتے ہین اسلئے کہ ان لوگون نے جیسے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف سنا ہی ویسا ہی اونہون نے آنحضرت کے اوصاف کی ضد کو سنا ہی اور اس قدر علم سے

طلب کی واعیہ مین حرکت پیدا نہین ہوتی تاکہ ان لوگون کو معذور نہ سمجھا وے۔ اور دوسری حدیث کہ جس مین بیان ہے کہ فرقہ نجات پانیوالا ایک ہے اس کی روایت مین اختلاف ہے چنانچہ ایک روایت مین یہہ بھی ہے کہ فرقہ ہلاکت مین پڑنے والا ایک ہی لیکن زیادہ ترمشہور پہلی روایتین ہی۔ اور نجات پانیوالے فرقہ سے مراد وہی فرقہ ہے کہ جو آگ کے سامنے نہین کیا جاویگا اور شفاعت کی طرف محتاج نہوگا بلکہ وہ شخص کہ جس کے ساتھہ زبانیہ تعلق پکڑینگا تاکہ اوس کو آگ کے طرف کھینچے تو وہ شخص مطلق نجات والا نہین گو شفاعت کے ذریعہ سے اون کے پنجہ سے نکل جاویگا اور ایک روائیت مین ہے کہ **کل نجات پاوینگے مگر فرقہ زندقہ** اور ممکن ہے کہ کل روایتین صحیح ہون اور ہلاکت والا ایک ہی فرقہ ہو جو ہمیشہ آگ مین رہیگا اور ہلاکت والے سے مراد وہ شخص ہو کہ جسکی صلاحیت کی امید باقی نہ رہی ہو اسلئے کہ ہلاکت والے کے سلئے بعد از ہلاکت کسی خیر اور بھلائی کی امید نہین کیجاتی۔ اور فرقہ نجات والا بھی ایک ہو کہ جو جنت مین بغیر حساب اور شفاعت کے داخل ہوگا اسلئے کہ جس شخص کا حساب لیا جاویگا تو وہ بھی مطلق نجات والا نہین۔ پس یہہ دو فرقہ ہالک اور ناجی گویا دو طرفین

ہین کہ جو شر خلق اور خیر خلق سے معبر ہین اور جوان دونون درجون کے درمیان ہین پس اونمین سے بعض تو ایسے ہونگے کہ جنکو فقط حساب کا عذاب ہوگا اور بعض ایسے ہونگے کہ جو آگ کے نزدیک لیجائے جاوینگے اور شفاعت سے واپس کئے جاوینگے اور بعض ایسے ہون گے کہ جو اپنی خطاء عقیدہ اور بدعت کے انداز پر اور کثرت اور قلت معاصی کے موافق آگ مین رہین گے پس اس امت مین سے جو فرقہ ہلاکت والا کہ ہمیشہ آگ مین رہیگا وہ فقط ایک ہی کہ جس نے تکذیب کی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بنا بر مصلحت جھوٹ کا بولنا جائز رکھا۔ لیکن باقی امتون مین سے وہ شخص کہ جس نے متواتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خروج اور آنحضرت کی صفات اور معجزات خارق عادت جیسے چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور کنکرون کا تسبیح کا پڑہنا اور آنحضرت کی انگلیون سے پانی کا جوش مار کر نکلنا اور ایسے قرآن معجز کو سنا کہ جس کا معارضہ اہل فصاحت نے کرنا چاہا لیکن عاجز ہو گئے اور پھر اوس نے باوجود سننے کے اعراض اور روگردانی کی اور اوس نے ان امور مین غور اور تامل نکیا اور اس نے تصدیق کی طرف جلدی نکی تو ایسا شخص ہی منکر اور مکذب ہے اور یہی کافر ہے اور اسمین وہ

اور ترک کے وہ اکثر لوگ کہ جنکے بلاد اسلام کے بلاد سے بعید ہین
داخل نہین ہین - بلکہ مین کہتا ہون کہ جس شخص کے کان تک یہہ
امور پہونچے تو ضرور ہے کہ واعیہ طلب اوس کو حرکت مین لاوے
تاکہ حقیقت امر کی ظاہر ہو اگر وہ اہل دین سے ہے اور اون لوگون
مین سے نہین کہ جنہون نے حیات دنیا کو آخرت پر دوست رکھا
اور اگر اوسکو یہہ واعیہ حرکت مین نہ لاوے اس وجہ سے کہ وہ
دنیا کی طرف مائل اور امر دین کے خوف اور خطرہ سے نڈر ہے
تو یہہ کفر ہے اور اگر اوسکو واعیہ طلب حرکت مین لاوے لیکن
طلب مین اوس نے قصور کیا تو بھی کفر ہے بلکہ ہر اہل ملت مین
سے جو شخص کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے ممکن نہین کہ وہ
طلب مین قصور کرے پس اگر اوس نے نظر اور طلب مین قصور
نہ کیا اور اوس مین مشغول رہا اور اسی مین مرگیا قبل اسکے کہ اوسکی
تحقیق تمام ہوتی تو وہ شخص بھی اہل مغفرت ہے اور رحمت واسعہ اوسکے
لئے بھی عام ہے پس تو اللہ تعالی کی رحمت کی وسعت کا طالب ہو
اور امور آلہیہ کو مختصر رسمی میزانون سے وزن نکر - اور جان تو کہ آخرت
دنیا سے قریب ہے پس تمہاری پیدایش اور بعثت فقط نفس
واحد کی مثل ہے - اور جیسے کہ اکثر اہل دنیا کے ایسی نعمت یا سلامت

یا حالت مین ہوتے ہین کہ اوس پر غبطہ ہوتا ہے اسلئے کہ اگر اونکو مثلاً اوس حالت اور موت کے درمیان اختیار دیا جاوے تو وہ اوسی حالت اور نعمت اور سلامت کو اختیار کرتے ہین لیکن جس کو دنیا مین عذاب اور تکلیف ہوتا ہے اوس کا موت کو خواہش کرنا نادر ہے پس اسیطرح جو لوگ کہ ہمیشہ دوزخ مین رہین گے بہ نسبت اون لوگون کے جو نجات والے ہین اور آخر مین آگ سے نکالے جاوین گے نادر ہین اسلئے کہ ہمارے احوال کے مختلف ہونیسے صفت رحمت مین تغیر نہین - اور دنیا اور آخرت تیرے اختلاف حال سے معبر ہے اور اگر یون نہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا کوئی معنی نہوتا جو فرماتے ہین کہ پہلے جو کچھ کہ اللہ تعالی نے کتاب اول مین لکھا یہ ہے کہ مین ہی اللہ ہون کہ میرے سوا کوئی اللہ نہین میری رحمت کو میرے غضب پر سبقت ہی پس جس شخص نے اس امر کی شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا اللہ نہین اور محمد اوس کا بندہ اور رسول ہی تو اوس کے لئے جنت ہے اور جان تو کہ بصارت[1]

[1] چنانچہ صاحب فصوص اعنی قطب الاقطاب غوث الاحباب جناب بحر الحقایق حضرت محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ علیہ کا مکشوف ہے کہ ہر ایک جہنمی کا مال کار رحمت الٰہی

والون کو اسباب اور مکاشفات کے ذریعہ سے بھی رحمت
کی سبقت اور شمول کا انکشاف ہوا ہے بغیر اس کے کہ اخبار

ہوگی اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ان رحمتی وسعت کل شیئ
اور کفار کے لئے دوزخ کا عذاب تین حقبہ تک ثابت کرتے ہین اور فرماتے ہین
کہ اس کے بعد کفار کے حق مین دوزخ کی آگ ٹھنڈی اور سلامتی بخش ہوگی
جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے حق مین نمرود کی آگ برد و سلام
ہوگئی تھی۔ اور انہون نے وعید حق تعالی مین خلف جائز رکھکر فرمایا ہے کہ کوئی
اہل دل خلود عذاب کفار کا قائل نہین لیکن حضرت امام ربانی قیوم حقانی شیخ احمد
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ اپنے مکتوبات کے جلد اول مکتوب ۲۶۶ مین تحریر
فرماتے ہین کہ صاحب فصوص رح درین مسئلہ نیز از صواب دور افتادہ است
ندانستہ است کہ وسعت رحمت درحق مومنان و کافران مخصوص بدنیاست و در
آخرت بوے از رحمت بکافر نرسد کما قال تعالی انہ لاییئس من روح اللہ
الا القوم الکافرون وقال تعالی ورحمتی وسعت کل شیئ فساکتبہا للذین
یتقون ویؤتون الزکوۃ والذین ہم بایتنا یؤمنون شیخ اول آیت را
خواندہ و آخر را کار نفرمودہ وکریمہ ولا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ
دلالت ندارد برخصوصیت خلف وعدہ تواند بود کہ اقتصار عدم خلف بوعدہ ایجاب بواسطہ آن
بود کہ مراد از وعدہ انجا تعرف رسل است وغلبۂ اینہا برکفار و آن متضمن وعدہ و وعید ست

اور آثار کو انہون نے سنا ہی لیکن اس کا بیان کرنا طوالت کی چاہتا ہے پس اگر تو نے ایمان اور عمل صالح کو جمع کیا تو اللہ تعالی کی رحمت اور نجات مطلقہ تیرے لئے بشارت ہی اور اگر تو ان دونون سے خالی رہا تو ہلاکت مطلقہ کی بشارت ہے۔ اور اگر تو اصل تصدیق مین یقین رکھتا ہے اور بعض تاویلات مین خطا یا شک یا اعمال مین خطا تو نجات مطلقہ کی طمع نکر اور جان تو کہ یا تو تجھے ایک مدت تک عذاب دیا جاویگا اور پھر نجات ہوگی اور یا وہ شخص تیری نجات کریگا کہ جس کی تصدیق تو اون تمامی امور مین کرتا ہے کہ جو وہ اللہ سے لایا ہے یا کوئی دوسرا شفاعت کریگا پس تو کوشش کر کہ اللہ تعالے اپنے فضل سے تجھے شفاعت کرنے والون کی شفاعت سے

وعدہ ست مر رسل را و وعید ہست مر کفار را پس گویا درین کریمہ ہم خلف وعد منتفی شد وہم خلف وعید فالآیۃ مستشہدۃ علیہ لا لہ وایضا خلف در وعید در رنگ خلف از وعد مستلزم کذب ست وناشایان آنحضرت جل سلطانہ زیراکہ در ازل دانستہ بود کہ کفار را عذاب مخلد نخواہم کرد مع ذلک برای مصلحتی مخالف علم خود گفتہ کہ عذاب مخلد خواہم کرد و اینمعنی را تجویز نمودن شناعت تمام دارد سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین اجماع اہل ملل بر عدم خلو وعذاب کفار جہنم کشفے شیخ است ومجال خطا در کشف بسیار است فلا اعتداد بمع کوندہ مخالفا لاجماع اہل الملۃ انتہی ملخص

سے بے پرواہ کردی اسلئے کہ شفاعت کا امر بھی خطرناک ہے۔

فصل

بعض آدمیون کا ظن ہے کہ تکفیر کا ماخذ عقل ہی شرع نہین اور جو شخص کہ اللہ سے جاہل ہے کافر ہے اور جو اوسکا عارف ہے مومن ہے پس اوسکو کہا جاویگا کہ اباحت دم اور خلود فی النار کا حکم جو شرعی ہے قبل ورود شرع کے اسکا کوئی معنی نہین۔ اور اگر اوس کی یہہ مراد ہے کہ شارع کے قول سے مفہوم ہے کہ جو شخص کہ اللہ تعالی سے جاہل ہو وہی کافر ہے تو یہہ حصر ممکن نہین اسلئے کہ جو شخص رسول اور آخرت سے جاہل ہو وہ بھی تو کافر ہے۔ پھر اگر ذات الٰہی سے جاہل ہونے کی تخصیص کیجاوے اور اس جہالت سے اللہ تعالیٰ کے وجود یا اوسکی وحدانیت کا انکار مراد رکھا جاوے تو باقی صفات کو جامع نہو گا۔ اور اگر صفات مین خطا کرنے والے کو بھی جاہل یا کافر ٹھہرایا جاوے تو اوس شخص کی تکفیر لازم ہوگی کہ جس نے صفت بقاء اور صفت قدم کی نفی کی ہے اور جس نے کلام کو علم پر وصف زائد ہونے کا انکار کیا ہے اور نیز جس نے سمع اور بصر کو علم پر وصف زائد نہین بتایا اور نیز جس نے جواز رویت کی نفی کی اور نیز جس نے جہت کو ثابت کیا اور اوس نے ایک ایسے ارادہ حادث

کو ثابت کیا کہ جو نہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات مین حادث ہی اور نہ کسی دوسرے
محل مین اور یا اس مین خلاف کرنے والون کی تکفیر لازم ہوگی خلاصہ
یہہ کہ ہر اوس مسئلہ مین تکفیر لازم آئیگی کہ جو صفات اللہ تعالیٰ سے تعلق
رکھتا ہے اور یہہ ایک ایسا تحکم ہے کہ جس کے لئے کوئی سند نہین
اور اگر اس حکم کو بعض صفات کے ساتھ خاص کیا جاوے تو اسکے لئے
کوئی امر فیصل نہین ہوگا پس بغیر ضابطہ تکذیب کے کوئی دوسری جہ پائی
نہین جاتی کیونکہ تکذیب کا ضابطہ مکذّب رسول اور منکر معاد دونون
کو شامل ہے اور تاویل کرنے والا اس مین سے خارج ہو جاتا ہی
پھر مین یہہ امر بعید نہین جانتا کہ تاویل یا تکذیب کے جملہ مسائل مین سے
بعض مین کوئی شک اور تردد واقع ہو حتی کہ تاویل بعید ہو اور ظن
اور اجتہاد کے ساتھ اوس مین حکم دیا جاوے اسلئے کہ تو جان
چکا ہے کہ یہہ مسئلہ اجتہادی ہے ۔

فصل

بعض[1] آدمی یون کہتے ہین کہ مین خاصکر اوس شخص کی تکفیر کرونگا
کہ جو ان فرقون مین سے میری تکفیر کریگا اور جو شخص کہ میری تکفیر
نہ کریگا تو مین بھی اوس کی تکفیر نہ کرون گا حالانکہ اس کا کوئی ماخذ نہین

[1] یہہ قول استاذ ابو اسحاق کا ہے چنانچہ شرح مقاصد مین مذکور ہی ۱۲ مترجم

اسلئے کہ جب کہ قایل کا یہ قول کہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ امامت
کے لئے اَوْلَوِائیت رکھتا ہے) کفر نہین تو قایل اگر خطا کرکے مخالف کو
کافر ظن کرے تو قایل اس ظن سے کافر نہین ہوسکتا اسلئے کہ یہ ایک ایسی
خطا ہی کہ جو مسئلہ شرعیہ مین واقع ہے۔ اور اسی طرح جب کہ حنبلی کو جہت کے
ثابت کرنیسے کافر نہین کہا جاتا تو وہ اگر غلطی سے ظن کرے کہ جو شخص جہت کی
نفی کرتا ہے مکذب ہی مُاوِّل نہین تو اس ظن سے بھی حنبلی کو کافر نہین کہا جاتا
لیکن یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب دو مسلمان مین سے ایک
مسلمان بھی دوسرے بھائی کو کافر کہے تو وہ کفر تکفیر کرنیوالے کے طرف
رجوع کرتا ہی۔ اس حدیث کا یہ معنی ہی کہ تکفیر کرنے والا باوجود دوسرے مسلمان
بھائی کی حالت جاننے کے اوسکی تکفیر کرے۔ پس اگر کوئی شخص کسی آدمی
کی نسبت جانتا ہے کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہی تو باوجود
اس جاننے کے پھر اوس کی تکفیر کرتا ہے تو تکفیر کرنے والا خود کافر ہوگا۔
پس اگر اوس نے فقط اپنے اس ظن سے تکفیر کی کہ وہ رسول علیہ السلام
کی تکذیب کرتا ہی تو یہ اوس شخص کی غلطی ہے۔ پس ہم نے ان تردیدات
تیرہ سے لئے اس امر پر تنبیہ کردی ہے کہ اس قاعدہ اور قانون پر کہ جس مین
اتباع لایق ہے غور عظیم کرے پس اسی پر قناعت کر اور سلامت سے فقط

تمت